# بیت الخلاء میں داخل ہونے کی دعا

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ.

[متفق علیه]

’’حضرت انس فرماتے ہیں، آنحضرت ﷺ جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے، تو فرماتے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ (اے اللہ! میں نر اور مادہ جنوں کی خباثت سے تیری پناہ چاہتا ہوں)۔‘‘

# دین کے بنیادی اصول ۴۴

**اصول نمبر 44:**.....وَالرَّجْمُ حَقٌّ عَلیٰ مَنْ زَنَا وَقَدْ أُحْصِنَ إِذَا اعْتَرَفَ أَوْ قَامَتْ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ۔

''جس نے زنا کیااوروہ شادی شدہ تھااسے رجم کرنا ضروری ہے، جب وہ خوداعتراف کرلے یادلیل قائم ہوجائے۔''

دلائل: عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھ سے لےلو، مجھ سے لےلو، اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے گنجائش پیدا کردی ہے۔ غیر شادی شدہ اگر غیر شادی شدہ سے بدکاری کرے تو سوکوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی۔ اگر شادی شدہ شادی شدہ سے بدکاری کرے تو سوکوڑے اور رجم کیا جائے۔'' [صحیح مسلم: ١٦٩٠]

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوفرماتے ہوئے سنا: ''مسلمان آدمی کا خون تین صورتوں کے علاوہ کسی صورت حلال نہیں: شادی ہونے کے بعد کوئی آدمی بدکاری کرے تو اسے رجم کیا جائے گا۔''

[سنن نسائی: ۴۰۶۸، ۷/۱۰۳۔ مسند احمد: ۱/۶۳، شیخ احمد شاکر نے (۴۵۲) پر اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔]

**اصول نمبر 45:**..... وَقَدْ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، وَقَدْ رَجَمَتِ الْأَئِمَّةُ الرَّاشِدُوْنَ۔

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا ہے، پھر ہدایت یافتہ حکمرانوں نے بھی رجم کیا۔''

دلائل: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر بیٹھ کر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے محمد کو حق دے کر بھیجا، ان پر کتاب اتاری، اس میں رجم کی آیت بھی تھی، ہم نے اسے پڑھا، یاد کیا اور اسے سمجھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا اور آپ کے بعد ہم نے بھی رجم کیا، مجھے خطرہ ہے کہ کچھ مدت گزرنے کے بعد کوئی کہے: ہمیں کتاب اللہ میں رجم کا حکم نہیں ملتا، اس طرح یہ اللہ تعالی کے نازل کردہ فرض کو چھوڑ کر گمراہ ہو جائیں گے۔ شادی شدہ کو کتاب اللہ کی روشنی میں رجم کرنا برحق ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت، جب دلیل موجود ہو یا کوئی رسی پکڑ کر اسے لے آئے یا وہ خود اعتراف کرلیں۔''

[صحیح بخاری: ۷۳۲۳۔ صحیح مسلم: ۱٦٩١]

جب جمعہ کے دن ایک خاتون کو رجم کیا گیا تو علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے رجم کیا ہے۔'' [صحیح بخاری: ٦٨١٢] اس بارے میں بہت زیادہ احادیث منقول ہیں۔

**شـــرح**: یعنی ایسا زناکار جو شرعی طریقے سے نکاح کر کے اپنی بیوی سے صحبت کر چکا ہو اسے رجم کرنا، سنت میں اسے رجم کرنا ثابت ہے، اس بارے میں متواتر احادیث منقول ہیں، جس نے اس کا انکار کیا گویا اس نے مشہور و معروف سنت کا انکار کیا۔

خارجیوں نے اس کا انکار کیا، ان کا عقیدہ ہے: ہم صرف قرآن کو جانتے ہیں، ان کا کہنا ہے: قرآن میں رجم نہیں، حالاں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے وضاحت فرمائی تھی کہ رجم کی آیات بھی قرآن میں نازل ہوئیں، عمر رضی اللہ عنہ مزید فرماتے ہیں: ہم نے اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لکھا اور پڑھا ہے، پھر بعد میں الفاظ منسوخ ہوگئے جب کہ اس کا معنی باقی رہا۔

ہمارا عقیدہ ہے: شادی شدہ کو اتنا رجم کرنا کہ اس سے وہ فوت ہو جائے سنت ہے، جب دلیل موجود ہو یا وہ خود چار مرتبہ بدکاری کا اعتراف کرلے۔ اعتراف کے باوجود اسے حد لگائی جائے گی۔

# فہرست

# فداہ ابی وامی ﷺ

**اداریہ** حافظ احمد شاکر

اسلام امن وسلامتی کا ایک سچا مذہب ہے جس نے اس کو قبول کرلیا وہ دائرۂ امن وآشتی میں داخل ہوگیا، اسلام قبول کرنے والوں کو شریعت اسلامیہ نے تمام حقوق بھی بتا دیئے اوران کی تعیین بھی فرما دی۔ نیز صراحت کے ساتھ یہ بھی فرما دیا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے حقوق میں شرک کے سوا اونچ نیچ اور کمی کوتاہی تو معاف فرما سکتا ہے لیکن بندوں کے مابین حقوق اس وقت تک معاف نہیں فرمائے گا جب مظلوم خود معاف نہ کرے وگرنہ قیامت کے دن ظالم کی حسنات مظلوم کو عطا کرکے اللہ سبحانہ وتعالیٰ انصاف فرمائے گا۔

طاغوتی......عیسائی و یہودی......طاقتوں نے دور حاضر میں جن دل فریب عنوانات واصطلاحات سے دنیا کے امن کو تہہ وبالا کر رکھا ہے ان میں سے ایک انسانی حقوق کا دلکش نعرہ ہے۔اس میں سب سے بڑا دجل......دھوکہ......یہ ہے کہ انسانی حقوق کی تعریف بھی وہی معتبر ٹھہرتی ہے جس کا اعلان اور تعبیر طاغوت کرے۔کسی بڑے سے بڑے جرم کو طاغوت انسانی حقوق کے خلاف گردانتا ہے یا نہیں لیکن مجرم کو سرعام سزا دینے کو یہ طاغوت انسانی حقوق پہ دھبہ کہتا ہے۔ انسانیت پر شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے جو عظیم احسانات ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ اسلامی قانون میں مجرم یا جرم کی کسی بھی سطح پر حوصلہ افزائی نہیں کی جاتی بلکہ شہادتیں مکمل ہونے پر مجرم کو سرعام سزا دی جاتی ہے تاکہ وہ نشانِ عبرت بنے اور جرم کی سوچ وفکر اور مجرم کے حوصلہ وجرأت کی حوصلہ شکنی کی جائے۔چناں چہ جس مسلم وغیر مسلم خطے اور ملک میں سرعام سزا کے قوانین ہیں وہاں جرائم کی شرح بہت کم ہوتی ہے۔اسلام نے جن جرائم کی سزا مقرر فرمائی ہے ان پر عمل درآمد سے جرم کی شرح تو یقیناً کم ہوتی ہی ہے لیکن اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کا حکم جانتے ہوئے اس کا نفاذ کرنے والے ان مسلم خطوں اور حکومتوں پر ظاہری وباطنی ان رحمتوں کا نزول یقیناً ہوتا ہے جو فرامین الٰہی میں مذکور ہیں اوران کے ذکر سے قرآن وحدیث کے صفحات بھرے پڑے ہیں اوران پر ایمان نہ لانے سے اسلام ہی ناقص اور مشکوک ہوجاتا ہے۔جن علاقوں اور حکومتوں میں حدود وتعزیرات اسلامیہ کا نفاذ ہوتا ہے وہاں کی زمین سونا اگلتی اور آسمان ہن برساتا ہے۔دور نہ جائیں صرف سعودی حکومت ہی کو دیکھ لیں وہاں اب بھی حدود کا نفاذ جس قدر رہتا ہے جرم کی شرح اسی قدر محدود ہے اور وہاں کی سرزمین انعاماتِ الٰہی سے کس قدر منور ومعمور ہے؟ وہ ہم سب کے سامنے ہے۔یہ موضوع تو خاصا تفصیل طلب ہے جس پر پھر کبھی گفتگو ہوگی۔نوکِ قلم پر یہ موضوع اس لیے آگیا کہ آج کل آسیہ نامی ایک مسیحی خاتون کو توہین رسالت کے کیس میں عدالت نے سزا سنائی ہے جس کی ہمدردی میں انسانی حقوق کے وہ چیمپئن میدان میں آگئے ہیں جو ہر اُس انسان کو تہہ وتیغ کرنے، اس کی زندگی اجیرن کرنے اور پابجولاں کرنے سے دریغ نہیں کرتے......جو اس کا طوق غلامی قبول کرنے سے انکار کرے......بعض حکمران دانشور بننے کے شائق شاہ سے زیادہ شاہ کی وفاداری کا اظہار کرتے ہوئے اس ملزم کی حمایت میں ارتداد کی طرف لڑھکنے لگے ہیں۔ ہمارے حکمرانوں کو تلوّن کا اظہار کرنے کی بجائے طاغوت کو کھل ڈل کر بتا دینا چاہیے کہ توہین رسالت کا مسئلہ انسانی حقوق نہیں مسلمانوں کے ایمانی حقوق کا مسئلہ ہے۔امریکہ اوراس کے زیراثر حکومتیں امریکہ کی توہین تو کیا اپنی حکومتوں اور حکمرانوں کی توہین یا تنقید تک تو برداشت نہیں کرتیں اور ہمیں وہ سبق دیتی ہیں کہ ہم اس ذات گرامی کی توہین کو ٹھنڈے پیٹوں برداشت کرلیں جس پر ہر مسلمان ایک نہیں ہزاروں زندگیاں قربان کرکے بھی یہ کہتا ہے کہ ع حق تو یہ کہ حق ادا نہ ہوا

قرآنِ حکیم کی سورۂ توبہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا واضح ارشاد ہے کہ

''اگر والدین، بھائی، اولاد، بیویاں، رشتہ دار، اپنے جمع کیے ہوئے مال وتجارت کے نقصانات، خوش کن رہائشیں اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ اور جہاد فی سبیل اللہ سے زیادہ محبوب ہیں تو پھر تم اللہ کے حکم کا انتظار کرو اور اللہ تعالیٰ فاسق قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔'' (التوبۃ:۲۴)

نیز نبی ﷺ کا واضح ارشاد ہے کہ

''تم میں سے اس وقت کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے والدین، اولاد اور تمام انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔''

اس ذات کی توہین کرنے والے پر اگر جرم ثابت ہو جائے تو پھر اس کی وکالت یا حمایت کرنے والے نام کے مسلمان کو گریباں میں مونہہ ڈال کر سوچنا چاہیے کہ وہ کس کی حمایت کر رہا ہے؟ جس کے بارے میں قرآنِ مجید میں ہے:

''بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو اذیت دیتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی لعنت۔'' (الاحزاب: ۵۷)

ہمارے ملک میں عدالتیں موجود ہیں۔ ہم نے جو برطانوی طریق عدل اپنا رکھا ہے کہ ایک فیصلہ کے بعد اپیل، پھر اپیل، پھر اپیل! اس قانون کے ہوتے ہوئے توہین رسالت کے مرتکب سے ہمدردی کیسی؟ اگر ایک عدالت نے سزا سنائی ہے تو ملزم اور اس کے حواری اگلی عدالت میں اپیل کریں۔ عدالت پر دباؤ ڈالنے کے لیے عیسائی وغیر مسلم تو بیان بازی کریں۔ لیکن کسی کلمہ گو کو اس سے ہمدردی؟ یہ اس کے ایمان پر بہت بڑا سوالیہ نشان ہے۔ دنیا کا قاعدہ اور اصول یہ ہے کہ کسی انجینئر کو میڈیکل میں رائے دینے کی اجازت نہیں حتی کہ فزیشن کے رائے کو سرجری میں اہمیت نہیں؟ قانون دان سائنس پر لب کشائی نہیں کر سکتا، دیوانی وکیل فوجداری کا مقدمہ نہیں لڑتا تو کیا دین ہی ایسا میدان ہے جہاں ہر بے عمل اور بے علم حتی کہ بعض خواتین بھی رائے دیتی ہوئی نہ جھجکتی ہیں اور نہ ڈرتی ہیں۔ این۔ جی۔ اوز یافتہ بعض دانشور تو فتویٰ دینے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ کسی مرتکبِ توہین رسالت کی وکالت بلکہ حمایت کرنے والوں سے گزارش ہے کہ گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر صدق دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور اس گناہ سے توبہ کریں اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کریں۔ یہ انسانی حقوق والے تو ارتداد...... یعنی مسلمان ہو جانے کے بعد دوبارہ کافر ہو جانے ...... کی سزا کو بھی معاذ اللہ انسانی حقوق کی خلاف ورزی کہتے ہیں جب کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں یہ سزا جاری فرمائی تھی۔ بالکل اسی طرح گستاخِ رسول کعب بن اشرف یہودی کی اذیتیں جب حد سے بڑھ گئیں تو خود آپ نے اس سے نجات پانے کے لیے اس کے رضاعی بھائی کو سب کچھ کہنے اور کر گزرنے کی اجازت عطا فرمادی تھی۔ تو اب جو شخص قانونِ توہین رسالت میں ترمیم کا ارادہ کرے یا اپنے آقائے ولی نعمت کو خوش کرنے کے لیے اس کی...... معاذ اللہ...... تنسیخ کا مشورہ دے اس کو اپنے ایمان کا تحلیل و تجزیہ بھی کرنا چاہیے اور اپنی وفاؤں کا مرکز بھی متعین کرنا چاہیے۔

آپ اپنی ''وفاؤں'' پہ ذرا غور کریں ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

یہ بات ہمارے ایمان کا حصہ ہے کہ ہم کو انسان صرف ایمان نے بنایا ہے...... جس کو یہ کلیۃ تسلیم نہیں وہ کم از کم غیر مسلموں سے طہارت، خوراک، رشتوں کے تقدس کا اسلامی تعلیمات سے موازنہ کرے...... ہمارے حال و مستقبل کے حکمرانوں اور سیاست دانوں کو طاغوت کے سامنے اس بات کا کھل کر اظہار کر دینا چاہیے کہ توہینِ رسالت انسانی حقوق کا نہیں ایمانی حقوق کا وہ مسئلہ ہے جس پر کوئی باغیرت مسلمان کبھی اور کسی قیمت پر سمجھوتہ نہیں کر سکتا۔

نہ جب تک کٹ مروں خواجۂ یثرب کی عزت پر خدا شاہد ہے کامل مرا ایماں ہو نہیں سکتا

اخبارات میں اب یہ خبریں بھی آنے لگی ہیں کہ پاکستانی حکومت سے بعض بیرونی ممالک اور حکومتوں نے آسیہ کے مقدمہ کی تفصیلات مانگ لی ہیں جس کے بعد یقیناً وہ ملک، حکومتیں اور نمائندے حسب سابق...... اس لیے کہ اب تک توہین رسالت کے مقدمات میں جن افراد کا نام سامنے آیا عیسائی حکمران اور ان کی حکومتوں نے ان مقدمات کی پیروی اس حد تک کی کہ ملزم کے ضمانت پر یا ویسے رہا ہوتے ہی ملزمین کو بعض...... عیسائی ممالک میں لے جا کر محفوظ کر لیا ہے ان حکومتوں کی اپنے مذہب سے مخلص ہونے کی یہ واضح مثال ہے جب کہ نظریاتی مملکت اسلامی جمہوریہ پاکستان کے حکمران کسی مظلوم مسلمان...... مثلاً محترمہ عافیہ صدیقی...... کی مدد، حمایت یا تعاون تو کجا الٹا طاغوت کی مشکوک نشان دہی پر ہی اپنے مسلمان اور پاکستانی بھائیوں کو ان کے حوالے کر کے معاوضوں اور مراعات کے حصول میں کوشاں رہتے ہیں۔ یہ بھی سوچنے اور غور کرنے کا اہم نکتہ ہے کہ وہ عیسائیوں کو...... مسلمانوں سے ہمدردی اور پاکستان سے دوستی کے دعوؤں کے باوجود...... کیسے بچاتے اور سنبھالتے ہیں اور ہم برادران یوسف کی طرح اپنے ہی بھائیوں کی قیمت کس دھڑلے سے وصول بھی کرتے ہیں اور ڈھٹائی سے دندناتے بھی ہیں، یہ شعر شاید اسی دور کے لیے کہا گیا تھا۔

بھاگ ان بردہ فروشوں سے کہاں کے بھائی بیچ ہی دیویں جو یوسف سا برادر ہووے

درس قرآن — قسط نمبر ⑰

# تفسیر سورۂ ق

مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ

﴿وَقَالَ قَرِيْنُهُ هٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيْدٌ ○ اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ○ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبٍ○﴾ [ق: ۲۳۔۲۵]

''اس کا ساتھی کہے گا یہ جو میری تحویل میں تھا ﴿عَتِيْدٌ﴾ حاضر ہے۔ (حکم دیا جائے گا) پھینک دو جہنم میں ہر ناشکرے معاند کو، خیر سے روکنے والے اور حد سے تجاوز کرنے، شک میں مبتلا ہونے والے کو۔''

امام مجاہد، حسن بصری اور قتادۃ رحمہم اللہ وغیرہ فرماتے ہیں: ''قرین'' (ساتھی) سے مراد وہی ﴿سائق﴾ ہے جس کی نگرانی میں انسان کو اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر کیا جائے گا اور وہی عرض کرے گا کہ یہ میری سپردگی میں تھا، لیجیے یہ حاضر ہے۔ امام ابن جریر رحمہ اللہ اور ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ ﴿سائق﴾ اور ﴿شهيد﴾ دونوں کے لیے عام ہے۔ جیسے کہ بعد کی آیت سے اس کی تائید ہوتی ہے، کہ جب قرین وشہید اپنی ذمہ داری پوری کریں گے اور جرم ثابت ہوجائے گا تو ان دونوں سے کہا جائے گا کہ اسے جہنم میں ڈال دو۔ مگر ائمۂ ادب ولغت نے فرمایا ہے کہ تثنیہ کا صیغہ کبھی کلامِ عرب میں صرف تکرارِ فعل کے لیے ہوتا ہے۔ دو افراد مراد نہیں ہوتے جیسے مشہور جاہلی شاعر امرؤ القیس نے کہا ہے:

قِفَا نَبْكِ مِنْ ذِكْرِ حَبِيْبٍ وَ مَنْزِلٍ

یہاں ''قفا'' سے دو ساتھیوں کا ٹھہرنا مراد نہیں، بلکہ مراد صرف یہ ہے کہ ٹھہرو، ٹھہر و محبوب اور محبوب کی منزل پر دو آنسو بہا لینے دو۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے بھی فرمایا کہ بعض عرب مفرد کو تثنیہ سے مخاطب کرتے ہیں، جیسا کہ حجاج نے کہا تھا:

يَا حَرَسِيْ اِضْرِبَا عُنُقَهٗ.

''اے سپاہی! اس کی گردن اڑادو۔''

﴿اَلْقِيَا﴾ میں بھی دو کو حکم نہیں، بلکہ مراد یہ ہے کہ ڈال دو، ڈال دو اس کو، پھینک دو اس کو جہنم میں۔ بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ ''قرین'' سے مراد شیطان ہے، مگر بات قرین قیاس نہیں، کیوں کہ وہ تو کافر سے اپنی براءت کا اظہار کرے گا جیسا آئندہ آیت (۲۷) میں آرہا ہے۔ چہ جائیکہ وہ مجرم کو خود لے کر حاضر ہوجائے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر ایک انسان کا ایک ''قرین'' ساتھی جن اور ایک ''قرین'' ساتھی فرشتہ مقرر کیا گیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کے ساتھ بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے ساتھ بھی، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے مقابلے میں میری مدد فرمائی ہے وہ مسلمان ہوگیا ہے اور وہ مجھے خیر کے علاوہ کوئی بات نہیں کہتا۔

[مسلم: ۷۱۰۸، ۷۱۰۹ وغیرہ]

ممکن ہے اس آیت میں ''قرین'' سے مراد یہی فرشتہ ہو اور آیت (۲۷) میں ''قرین'' سے مراد شیطان جن ہو۔ واللہ اعلم

جہنم کی سزا جن جرائم کی بنا پر سنائی جائے گی ان میں یہاں پہلا جرم ''کفار'' بیان ہوا ہے، جو مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی بڑا کافر، جس کے معنی ہیں حق کا انکار اور بہت ہی ناشکری کرنے والا۔ دوسرا جرم ﴿عنيد﴾ ذکر کیا گیا۔ ﴿عـنـيـد﴾ کے معنی معاند، مخالف اور ضدی کے ہیں۔ گویا کافر اور ناشکرا ہی نہیں معاند بھی ہے۔ حق کو جان کر بھی حق کی مخالفت کرتا ہے، اور حق کو نیچا دکھانے کی پوری کوشش کرتا ہے گویا شیطان کی طرح، وہ ہم تو ڈوبے ہیں صنم، تم کو بھی لے ڈوبیں گے، کا مصداق ہے۔

تیسرا جرم یہ ہے کہ وہ ﴿مَنَّاعٍ لِّلْخَیْرِ﴾ ''خیر سے بہت روکتا ہے۔'' ''خیر'' کا اطلاق ہر مرغوب اور پسندیدہ چیز پر ہوتا ہے، مثلاً عقل، عدل، مال اور تمام مفید اور نفع بخش چیزیں۔ اور آیت میں خیر سے مراد بعض نے مال لیا، کیوں کہ بہت سی آیات میں مال پر اس کا اطلاق ہوا ہے۔ ملاحظہ ہو: البقرۃ (۱۸، ۱۱۵، ۱۹۷)، العادیات (۸) وغیرہ۔ تو وہ گویا زکوٰۃ دینے صدقہ وخیرات کرنے سے روکتا ہے۔ یتیموں اور مسکینوں پر خرچ نہیں کرتا اور مال کی محبت میں سرشار رہتا ہے۔ جیسا کہ سورۃ الفجر (آیت ۱۷ سے ۲۰) میں ہے اور سورۃ الحاقۃ (آیت ۳۴) اور سورۃ الماعون (۳) میں بھی ہے:

﴿وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ﴾ [الحاقة: ٣٤]

''اور نہ مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتا تھا۔''

حتی کہ معمولی چیزیں دینے سے بھی گریز کرتا تھا۔ [الماعون: ٧]

اسی طرح فرمایا:

﴿وَوَیْلٌ لِّلْمُشْرِکِیْنَ o الَّذِیْنَ لَا یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ﴾

[حم السجدة: ٦،٧]

''تباہی ہے ان مشرکوں کے لیے جو زکوٰۃ نہیں دیتے۔''

گویا یہ کافر ومشرک جہاں اللہ کا ناشکرا ہے وہاں اللہ کی راہ میں مال خرچ نہ کر کے مالی انعامات میں بھی ناشکری کرتا ہے۔ کفر کر کے یہ اللہ کا حق مارتا ہے اور زکوٰۃ اور مال خرچ نہ کر کے بندوں کا حق مارتا ہے، بلکہ یہ جہاں خود خیرات نہیں کرتا دوسروں کو بھی خیرات کرنے سے روکتا ہے۔ خود ہی بخیل نہیں دوسروں کو بھی بخیل بناتا ہے۔

بعض نے ''خیر'' سے مراد ایمان لیا ہے۔ جس کے خیر ہونے میں بھی کوئی ریب ہوسکتا ہے؟ گویا وہ خود ہی کافر اور ناشکرا نہیں، دوسروں کو بھی دولت ایمان سے روکتا ہے۔ اور اس سے روکنے کے لیے مختلف اسباب اختیار کرتا ہے۔ جیسے کفارِ مکہ کے سردار نضر بن حارث نے لونڈیاں خریدیں، شاہانِ عجم کے قصے، رستم واسفندیار کی داستانیں لا کر قصہ گوئی کی محفلیں برپا کرنی شروع کردیں تاکہ لوگ محمد رسول اللہ ﷺ سے قرآنِ مجید سننے اور آپ کی مجلسوں میں جانے سے رک جائیں۔ جس کسی کے بارے میں اسے پتا چلتا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی دعوت سے متاثر ہو رہا ہے وہ اس پر اپنی لونڈی مسلط کر دیتا اور اسے کہتا کہ اسے خوب کھلاؤ پلاؤ، گانا سناؤ تاکہ یہ تیرے ساتھ مشغول ہو جائے اور اس کا دل رسول اللہ ﷺ سے ہٹ جائے، رسول اللہ ﷺ اگر لوگوں کو قرآن سنائیں تو مقابلے میں تم مجرا دکھاؤ اور محفل موسیقی سجاؤ، کافر کے عناد کا ایک پہلو یہ بھی ہے۔

بلکہ ''خیر'' میں تمام امورِ خیر شامل ہیں، اور اُمت وسطی کو تو حکم یہ ہے کہ کہ وہ خیر کے داعی بنیں۔

﴿وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ﴾

''تم میں ایک جماعت ہونی چاہیے جو لوگوں کو خیر کی دعوت دے۔'' [آلِ عمران: ١٠٤]

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے، یہ مومن کے اوصاف میں شامل ہے، مگر کافر ومنافق منکر پھیلاتا، اس کے لیے راستہ ہموار کرتا ہے اور معروف سے روکتا اور اس کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرتا ہے۔

﴿مُعْتَدٍ مُّرِیْبٍ﴾ چوتھا اور پانچواں جرم یہ ہے کہ وہ حد سے تجاوز کرنے والا اور شکی مزاج ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے دین اسلام میں جو حدود وقیود مقرر کر رکھی ہیں حکم تو یہ ہے ان کے قریب نہ جاؤ، مگر یہ وہ حدود پھلانگ جاتا ہے، حلال وحرام اور حقوق وفرائض جو مقرر کر رکھے ہیں ان کی کوئی پرواہ نہیں کرتا، اور ہے بھی شک وریب میں پھنسا ہوا، یہ شک قرآن کے بارے میں بھی، رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بھی اور قیامت کے بارے میں بھی، بلکہ قیامت کے بارے میں شک کا نتیجہ ہے کہ وہ ناشکرا کافر ہے، معاند ہے، بخیل ہے اور حدود سے تجاوز کر جانے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مقررہ حدود سے تجاوز کرنے والوں کے بارے میں فرمایا ہے:

﴿تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ فَلَا تَعْتَدُوْھَا وَ مَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ [البقرة: ٢٢٩]

''یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں ان سے تجاوز نہ کرو اور جو اللہ اللہ کی حدود سے تجاوز کرتے ہیں وہی ظالم ہیں۔''

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿ مَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ﴾ [الطلاق: ۱]

''جو اللہ کی حدوں سے بڑھتا ہے وہ اپنے آپ پر ظلم کرتا ہے۔''

ایک جگہ فرمایا:

﴿ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ o وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ o ﴾

''یہ اللہ کی حدیں ہیں، جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اسے جنت میں داخل کیا جائے گا جس کے نیچے نہریں جاری ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے، یہ ہے سب سے بڑی کامیابی۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے اور اس کی حدود سے تجاوز کرتا ہے، اسے آگ میں داخل کیا جائے گا، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے ذلت آمیز عذاب ہے۔'' [النساء: ۱۳، ۱۴]

حدود سے تجاوز کرنے والا عموماً متکبر بن کر ہی ایسا کرتا ہے اس لیے حسب حال اسے ذلت آمیز عذاب ہوگا اور ساری اکڑ نکل جائے گی۔

﴿مُّرِيبٍ﴾ کے یہ معنی بھی ہیں کہ وہ شک میں مبتلا کرنے والا ہے، جیسے پہلے فرمایا کہ وہ بخیل ہی نہیں، بخل پر آمادہ بھی کرتا ہے، اسی طرح ﴿مُّرِيبٍ﴾ خود بھی شک میں پڑا ہوا اور دوسروں کو شکوک وشبہات میں مبتلا کرنے والا اور حدودِ شرعیہ میں مصالح کی رعایت یا حالات کی ناموافقت کا الزام لگا کر شکوک وشبہات میں ڈالتا ہے یہ بھی گویا منع خیر ہی کی ایک کوشش ہے۔ منع خیر کی عموماً دو صورتیں ہوتی ہیں:

① ...... جبر واکراہ سے

② ...... شبہات ومغالطات سے

پہلی کا تعلق حکمرانوں اور دولت مندوں سے ہے، جب کہ دوسری کا تعلق تجدد پسندوں اور علماء وخطبائے سوء سے ہے، جو انسانوں کے دلوں میں غلط وسوسے پیدا کرتے ہیں اور سلف صالحین سے ہٹ کر اپنے غلط افکار واعمال کے لیے نت نئے دلائل تراشتے ہیں۔ برعکس مومن صادق کے، کہ وہ ایمان پر پوری بصیرت سے قائم ہوتا ہے اور پوری بصیرت سے اس کی دعوت دیتا ہے۔ جیسے فرمایا:

﴿ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِيْ ﴾ [یوسف: ۱۰۸]

''کہہ دیجیے یہ ہے میری راہ، میں اور میرے پیروکار پوری بصیرت سے اللہ کی دعوت دیتے ہیں۔''

﴿ الَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيَاهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ o ﴾ [ق: ۲۶]

''جس نے اللہ کے ساتھ دوسرے معبود بنائے، ڈال دو اس کو سخت عذاب میں۔''

یہ اس مجرم کا چھٹا جرم ہے کہ اس نے اللہ کے علاوہ دوسروں کو اپنا معبود بنایا تھا، اور یوں انھیں اللہ کی عبادت میں اللہ کا شریک بنا لیا حتی کہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا سمجھ کر ان کی عبادت کرتے تھے۔

شرک فساد کی اصل جڑ ہے، اور یہی انسان کو تمام آلودگیوں میں مبتلا کرنے کا باعث بنتا ہے۔ اس لیے تمام انبیائے کرام علیہم السلام نے اپنی دعوت کا آغاز شرک کی بیخ کنی سے کیا، یہ اتنا گھناؤنا جرم ہے کہ اس کے علاوہ باقی تمام جرائم کی معافی اور کفارہ ممکن ہے، مگر قیامت کے دن شرک کی کوئی معافی نہیں۔ اس لیے انسان کو چاہیے شرک چھوڑ دے، چناں چہ ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ﴾ [النساء: ۴۸، ۱۱۶]

''اللہ مشرک کو معاف نہیں کرے گا اس کے علاوہ جسے چاہے گا معاف کر دے گا۔''

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَ مَاْوٰىهُ النَّارُ وَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴾ [المائدۃ: ۷۲]

''اس میں کوئی شک نہیں کہ جو اللہ کا شریک بنائے گا، اس پر اللہ نے جنت کو حرام کر دیا ہے، اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا اور ایسے ظالموں کے لیے کوئی مددگار نہیں ہوگا۔''

یہاں بھی ان مشرکوں کے لیے ''عذابِ شدید'' کی وعید ہے، یہ ''شدید'' اس لیے بھی کہ اس میں انقطاع نہیں، جس عذاب میں انقطاع اور توقف ہو اس میں راحت و آرام کی کچھ توقع ہوتی ہے، جس کا مشرک مستحق نہیں۔ یہی ایسا ایک گھناؤنا جرم ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے نہ کوئی نیکی قبول ہوتی ہے اور نہ ہی اس کے مرتکب کے لیے دعا اور اپیل کارگر ہو سکتی ہے، بلکہ شرک کے ساتھ اگر کوئی رسول اللہ ﷺ اور قیامت کو مانتا ہے تو اس کے ایسے ایمان کا بھی کوئی اعتبار نہیں۔ جب اس کے دل میں یہ بات بیٹھ جاتی ہے کہ فلاں تو اللہ کا بڑا محبوب اور چہیتا ہے وہ اللہ سے جو چاہے منوا سکتا ہے تو یہی تصور اسے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی پر دلیر کرتا ہے اور قیامت کو تسلیم کر کے بھی اس سے بے خوف ہو جاتا ہے۔

علامہ الرازی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ﴿الَّذِي جَعَلَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ﴾ ﴿كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيدٍ﴾ سے بدل ہے یا اس پر عطف ہے۔ یعنی ''کفار'' کی تفصیل و تشریح ہے یا یہ ﴿**القیا فی جهنم**﴾ پر عطف ہے۔ یعنی پہلے فرمایا کہ اس کو جہنم میں ڈال دو اور جو اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک بناتا ہے، جہنم میں ڈال کر اسے جہنم کا شدید عذاب پہنچاؤ، گویا مجرم پر فردِ جرم لگی اور جہنم کی سزا سنا دی گئی، مگر جب جرائم کی نوعیت بڑھتی گئی حتی کہ شرک بھی اس کے نامہ اعمال میں پایا گیا تو پھر اللہ تعالیٰ نے غصے سے فرمایا کہ اسے جہنم کے سخت عذاب میں ڈال دو۔

یہاں بھی ''فَأَلْقِيَاهُ'' تثنیہ استعمال ہوا ہے اور مراد یہ ہے کہ ڈال دو، ڈال دو۔ جیسے کہا جاتا ہے، پھینکو، پھینکو، جس میں اس کے مردود ہونے کا بھی اشارہ ہے، کہ یہ مشرک اسی کا سزاوار ہے۔

جنت کے جس طرح کئی درجات ہے، اسی طرح جہنم کے بھی کئی درجات ہیں۔ اس کے سات دروازے ہیں اور سب سے ادنی اور کم تر عذاب والے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ اسے جہنم کی دو جوتیاں پہنائی جائیں گی جن سے اس کا دماغ یوں کھولتا اور ابلتا ہوگا جیسے برتن میں گرم پانی ابلتا ہے۔ [بخاری]

أعاذنا الله منها.

درسِ حدیث

# توفیق الباری

"الادب المفرد" للبخاری کا اردو ترجمہ مع تشریحات وفوائد

از حضرت نواب سید صدیق حسن خان صاحب رحمہ اللہ

تسہیل: حافظ محمد اشرف سعید (نیوکرول شالامار باغ۔ لاہور)

**باب: من كره أن يقال: اللّهمّ اجعلني في مستقر رحمتك**

مستقر رحمت کہنے پر ناپسندیدگی کا اظہار

٧٨٩ . عن أبو الحارث الكَرْمَاني قال: سمعتُ رجلاً قال لأبي رجاءً: أقْرَأُ عليكَ السَّلَامَ، وأسألُ اللّٰهَ أنْ يجمعَ بيني وبينَكَ في مُسْتَقَرِّ رَحْمَتِهِ، قالَ: وهلْ يستطيعُ أحدٌ ذٰلكَ؟ قالَ: فما مستقرُّ رحمتِهِ؟ قالَ: الجنَّةُ، قالَ: لم تُصِبْ، قال: فما مستقرُّ رحمتِهِ؟ قالَ قلتُ: ربُّ العَالمين . [صحيح الإسناد]

"حضرت ابوالحارث کرمانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے ابورجاء سے کہا میں تجھے سلام کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اپنے مستقر رحمت میں مجھے اور تم کو اکٹھے کر دے ابورجاء نے کہا کوئی اس کی طاقت رکھتا ہے۔ مستقر رحمت کیا ہے؟ کہا کہ جنت ہے۔ ابورجاء نے کہا تم نے صحیح نہیں کہا اس نے کہا پھر بتائیے مستقر رحمت کیا ہے؟ ابورجاء نے کہا وہ ربّ العالمین ہے۔"

**باب: لا تسبوا الدهر**

زمانہ کو برا نہ کہو

٧٩٠ . عن أبي هريرة أن النَّبِيَّ ﷺ قال: ((لا يَقُولَنَّ أحدكُم: يا خَيْبَةَ الدَّهْرِ، فإنّ اللّٰهَ هو الدَّهْرُ .)) [صحيح]

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی تم میں سے یوں نہ کہے یاخیبۃ الدھر ہائے زمانے کی خرابی۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہی زمانہ ہے۔"

٧٩١ . عن أبي هريرة، عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: ((لَا يَقُلْ أحدُكُم: يَا خَيْبَةَ الدَّهْرِ، قالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: أنَا الدَّهْرُ، أُرْسِلُ اللَّيْلَ وَالنَّهارَ، فإذا شِئْتُ قبضتُهُمَا، ولا يَقُولَنَّ لِلْعِنَبِ: الكَرْم، فإنّ الكَرْمَ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ .)) [صحيح]

"ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی تم میں سے یہ نہ کہے یاخیبۃ الدھر ہائے زمانے کی خرابی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں زمانہ ہوں رات اور دن کو بھیجتا ہوں اور جس وقت میں چاہوں گا ان کو قبض کرلوں گا اور انگور کو کرم نہ کہو۔ کیوں کہ کرم مسلمان مرد ہوتا ہے۔"

**باب: لا يحدّ الرجل إلى أخيه النظر إذا ولى**

کوئی آدمی اپنے بھائی کو تیز نظر سے نہ دیکھے جب وہ واپس جانے لگے

٧٩٢ . عن مجاهدٍ، قالَ: يُكْرَهُ أن يُحدَّ الرَّجلُ إلى أخيهِ النَّظرَ، أو يتبعه بصرَهُ إذا وَلَّىٰ، أو يسألَهُ، مِنْ أيْنَ جِئْتَ؟ وأينَ تذهب؟ [ضعيف]

"حضرت مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب کوئی بھائی واپس جانے لگے تو اسے تیکھی نظر سے نہ دیکھے، یا کہا اسے جاتے ہوئے پیچھے

سے دیکھتا ہی نہ رہے اور نہ اسے پوچھے کہ تم کہاں سے آئے ہو اور کہاں جا رہے ہو؟''

باب: قول الرّجل للرّجل: ويلك

کسی کو تیرا ناس ہو کہنا چاہیے یا نہیں

٧٩٣ . عن أنسٍ أنّ النّبيّ ﷺ رأىٰ رجلاً يَسُوقُ بَدَنَةً فقالَ: ((ارْكَبْها)) فقال: إنّها بدنةٌ، قالَ: ((ارْكَبْها)) قالَ: إنّها بَدَنَةٌ، قالَ: ((ارْكَبْها)) قال: فإنّها بَدَنَةٌ، قالَ: ((ارْكَبْهَا، وَيْلَكَ .)) [صحيح]

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جو قربانی کا اونٹ لے جا رہا تھا۔ آپ نے اس سے کہا: سوار ہو جا اس نے کہا یہ قربانی کا جانور ہے۔ آپ نے فرمایا: اس پر سوار ہو جا، وہ کہنے لگا یہ قربانی کا جانور ہے۔ آپ نے پھر فرمایا: اس پر سوار ہو جا وہ کہنے لگا یہ قربانی کا جانور ہے۔ آپ نے فرمایا: تیرا ناس ہو اس پر سوار ہو جا۔''

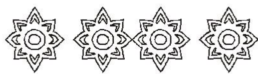
٧٩٤ . عن مسورِ بن رِفَاعةَ القرظی قال: سمعتُ ابنَ عباس۔ ورجلٌ يسألُهُ، فقالَ: إنّی أكلتُ خبزاً ولحماً [فهَلْ أتَوَضّأ؟] فقالَ: وَيْحَكَ أَتَتَوَضَّأ مِنَ الطَّيْباتِ؟ [صحيح الإسناد]

''مسور بن رفاعہ قرظی نے بیان کیا میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا جب کہ ایک آدمی ان سے پوچھ رہا تھا میں نے روٹی اور گوشت کھایا ہے کیا میں وضو کروں؟ آپ نے فرمایا: تیرا ناس ہو کیا پاکیزہ چیزیں کھانے سے وضو کی ضرورت ہوتی ہے۔''

٧٩٥ . عن جابر قال: كانَ رسولُ اللّٰه ﷺ يومَ حُنَيْنٍ بِالجِعرّانة والتِّبْرُ فی حِجْرِ بِلَال، وهو يَقْسِمُ، فجاءَهُ رجلٌ، فقال: اعْدِل فإنَّكَ لا تَعْدِلُ، فقالَ: ((وَيْلَكَ، فَمَنْ يَعْدِلُ إذا لَمْ أَعْدِلْ؟)) قالَ عمرُ: دَعْنِیْ يَا رسولَ اللّٰهِ أَضْرِبُ عُنَقَ هٰذا المُنَافِقِ، فقالَ: ((إنّ هٰذا معَ أصحابٍ لهُ ـ أو فی أصحابٍ له ـ يقرأون القرآنَ لا يُجاوِزَ تَرَاقِيهِمْ يَمْرُقُوْنَ مَنَ الدِّينِ كما يَمْرِقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ .)) ثم قالَ سفيانُ: قالَ أبو الزُّبير: سمعتُهُ من جابرٍ، قلتُ لسفيانَ: رواه قُرّةُ عن عمرو عن جابر؟ قال: لا أحفظهُ من عمرو، وإنَّما حدّثْنَاهُ أبو الزُّبير عن جابرٍ . [صحيح]

''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ حنین کے موقعہ پر جعرانہ کے مقام پر تشریف فرما تھے۔ سونے کے ٹکڑے حضرت بلال کی گود میں تھے (مالِ غنیمت) رسول اللہ ﷺ انہیں تقسیم فرما رہے تھے۔ اس وقت ایک آدمی آیا کہنے لگا انصاف سے تقسیم کرو۔ آپ تقسیم میں انصاف نہیں کر رہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ویلک تیرا ناس ہو اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو اور کون انصاف کرے گا؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا مجھے اجازت فرمائیں میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ہے جو قرآن پڑھتے ہیں لیکن قرآن ان کی ہنسلی سے نیچے نہیں اترے گا۔ یہ لوگ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے، یا شکار سے نکل جاتا ہے۔

**فائدہ:** یہ شخص خارجی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں خبر دی ہے خارجی فرقے کی۔ یہ ایک معجزہ ظاہر ہے کہ جیسا کہا تھا ویسا پیش آیا۔ یہ فرقہ بالاتفاق اہل سنت کافر ہے۔ دوسری حدیث میں ان کو کلاب النار کہا گیا ہے۔



# عقیدۂ ختم نبوت اور علامہ اقبالؒ

حافظ ریاض احمد عاقب (مدرس مرکز ابن القاسم الاسلامی، ملتان)

مسلمانوں کا یہ راسخ عقیدہ ہے کہ وحی الٰہی کا دروازہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند ہو چکا ہے۔ سماجی، معاشرتی، ثقافتی، عمرانی، اقتصادی، نظریات، عبادات، اخلاقیات، معاملات اور اوامر ونواہی کے تمام احکام ومسائل قرآن وسنت میں بتا دیئے گئے ہیں۔ دین اسلام کی تکمیل ہو چکی ہے۔ الغرض دینی ودنیاوی کوئی بھی شعبہ ایسا نہیں جو تشنۂ تکمیل ہو۔ قیامت تک کا دستورِ عمل قرآنِ مقدس کی صورت میں ہمارے پاس محفوظ وماموں ہے۔ احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا ذخیرہ مسلمانوں کی رہبری کے لیے تا قیامت مرتب شکل میں اس دنیا میں موجود ہے۔

خاتم النّبیین رسول محمد ﷺ کی ذات بابرکات کو ہمارے لیے ایک کامل انسان کی شکل میں بطور نمونہ پیش کر دیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ آنے والوں کے لیے محفوظ کر دیا گیا۔ نبی کریم ﷺ کی نبوت کو عالمگیر درجہ دیا گیا جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ﴾

’’آپ ﷺ کہہ دیجیے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔‘‘ [الاعراف: ۱۵۸]

اس طرح ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ﴾

’’اور ہم نے آپ ﷺ کو تمام لوگوں کی طرف بھیجا کہ ان کو ایمان لانے پر خوشخبری سنا دو اور کفر کرنے پر ہمارے عذاب سے ڈراؤ۔‘‘ [سبا: ۲۸]

سورۃ الفرقان میں ربّ العالمین یوں فرماتا ہے:

﴿ تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۝ ﴾ [الفرقان: ۱]

’’وہ ذات بابرکت ہے جس نے اپنے بندے (محمد ﷺ) پر فرقان اتارا تا کہ وہ تمام کائنات کے لیے ڈرانے والا ہو۔‘‘

ان مذکورہ آیات مقدسہ سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی نبوت عالمگیر ہے۔ آپ تمام انسانوں اور جنوں کے لیے تا قیامت رسول ونبی بنا کر بھیجے گئے ہیں جب آپ آخری رسول ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر دین اسلام کی تکمیل کر دی۔

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴾ [المائدۃ: ۳]

’’آج ہم نے تمہارے لیے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت بھرپور کر دی اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کر لیا۔‘‘

محمد رسول اللہ ﷺ سے پہلے انبیاء ورسل میں سے کسی ایک پر بھی ایسی آیات نازل نہیں کی گئیں کہ دین مکمل ہو گیا، اور تم ساری دنیا کے لیے نبی ورسول بنا کر بھیجے گئے ہو۔ یہ شرف وفضل صرف اور صرف خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کو بخشا گیا۔

جب دین اسلام مکمل ہو جائے اور نبوت ورسالت عالمگیر ہو تو پھر دین میں ترمیم یا تحریف کبھی نہیں ہوتی۔ جب دین میں ترمیم اور تحریف نہیں ہوتی تو پھر کسی نئے نبی کو مبعوث کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ ہر نبی وقت کے تقاضوں کے مطابق خاص وقت، خاص لوگوں اور خاص علاقوں کی طرف مبعوث کیا گیا اور ان کے بعد جب دوسرا نبی آیا تو پہلی نبوت منسوخ ہو گئی۔ لیکن ہمارے رسول محمد عربی ﷺ کی نبوت ورسالت چوں کہ قیامت تک جاری وساری رہنی تھی لہٰذا اس کے لیے فرما

دیا گیا کہ نبوت بھی عالمگیر ہے اور دین بھی مکمل ہو گیا۔

سورۃ مائدہ کی مذکورہ آیت کریمہ اپنے مفہوم کے لحاظ سے ختم نبوت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ مگر قرآنِ مقدس نے سورۃ احزاب میں اسے حتمی اور قطعی دلیل کے ساتھ یوں واضح کر دیا ہے، جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴾

''محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم النّبیین ہیں، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔'' [الاحزاب: ٤٠]

اس آیت مبارکہ میں جہاں تک سیاق وسباق کا تعلق ہے وہ قطعی طور پر اس امر کا تقاضا کرتا ہے کہ یہاں خاتم النّبیین کا معنی ''سلسلۂ نبوت کو ختم کر دینے والا'' ہی کیا جائے۔ اور یہ سمجھا جائے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی دوسرا نبی ورسول نہیں آئے گا۔ یہ صرف سیاق وسباق ہی کا تقاضا نہیں بلکہ لغت عرب بھی اس معنی کی متقاضی ہے۔

عربی زبان اور محاورے کی رو سے ''ختم'' کے معنی مہر لگانے، بند کرنے، آخر تک پہنچ جانے اور کسی کام کو پورا کر کے فارغ ہو جانے کے ہیں۔ خاتَم اور خاتِم کا ایک ہی معنی ہے۔ خاتَم اسم ہے اور خاتِم اسم فاعل ہے۔ یہ نبی کریم ﷺ کے نام ہیں۔ قرآنِ مقدس میں (خاتم النّبیین) کا معنی: انبیاء کے سلسلہ کو ختم کرنے والا ہی ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو (لسان العرب: ۱۸/۵۳-۵۵)

علامہ راغب اصفہانی ؒ رقم طراز ہیں:

(وَخَاتَمُ النَّبِيّٖنَ) لِاَنَّهٗ خَتَمَ النُّبُوَّةَ أَيْ تَمَّمَهَا بِمَجِيْئِهٖ. [المفردات فی غریب القرآن، ص: ٢٤٢]

''خاتم النّبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ (ﷺ) نے اپنی آمد سے سلسلۂ نبوت کو مکمل کر دیا۔''

صاحب تاج العروس لکھتے ہیں:

وَمِنْ اَسْمَآئِهٖ ﷺ اَلْخَاتَمُ وَالْخَاتِمُ وَهُوَ الَّذِيْ فَقَدَ النُّبُوَّةَ بِمَجِيْئِهٖ. [تاج العروس: ١٨٦/٤]

''آپ ﷺ کے ناموں میں خاتَم اور خاتِم بھی ہیں۔ یعنی وہ نبی ﷺ جس نے اپنی آمد سے نبوت کا دروازہ بند کر دیا ہے۔''

خاتَم اور خاتِم کا معنی لغت عرب میں ایک ہی ہے۔ اس بنیاد پر تمام اہل لغت اور مفسرین نے خاتم النّبیین کا معنی بالا جماع آخر الانبیاء ہی کیا ہے۔ کسی بھی لغوی اور مفسر نے ختم کے معنی ''تصدیق کرنے والی مہر'' کے نہیں کیے۔ یہ اہل باطل اور اصحابِ الحاد کی اپنی ایجاد ہے۔ اہل لغت کے اقوال ذکر کرنے کے بعد مفسرین کے اقوال نقل کر رہا ہوں جن میں انہوں نے خاتم النّبیین کا معنی ''سلسلۂ نبوت ختم کرنے والا'' ہی کیا ہے۔

امام ابن جریر طبری ؒ (۲۲۴-۳۱۰ھ) لکھتے ہیں:

ولكنه رسول الله وخاتم النبيين الذي ختم النبوة فطبع عليها فلا تفتح لأحد بعده إلى قيام القيامة. [تفسیر ابن جریر طبری: ١٢/٢٢]

''لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النّبیین ہیں کہ جنہوں نے نبوت کو ختم کر دیا ہے۔ پس انہوں نے سلسلۂ نبوت کو بند کر دیا ہے اب وہ قیامت تک کسی ایک کے لیے نہیں کھل سکتی۔''

امام بغوی (۵۱۶ھ) رقم طراز ہیں:

ختم به النبوة فهو خاتمهم وقال ابن عباس لما اخبر الله أن لا نبي بعده ......

''آپ ﷺ پر نبوت ختم ہو چکی ہے آپ آخری رسول ہیں۔ اور سیّدنا ابن عباس ؓ نے فرمایا ہے: کہ اللہ تعالیٰ نے (اس مقام پر) یہ بتلایا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں ہے۔'' [معالم التنزيل: ١٥٨/٣]

امام رازی ؒ (۵۴۳-۶۰۶ھ) خاتم النّبیین کی تفسیر اپنی تفسیر میں یوں کرتے ہیں:

''آپ ﷺ خاتم النّبیین ہیں۔ یہ اس لیے کہ آپ کے بعد

دوسرے نبی کی ضرورت اسی لیے پیش آتی اگر آپ دین اسلام کی وضاحت وبیان اور نصیحت نہ کرکے جاتے اور دوسرا نبی آ کر اس کی وضاحت کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو مکمل کردیا ہے اب آپ کے بعد کسی دوسرے نبی کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ آپ ﷺ امت کے لیے شفیق ہیں۔ امت کے رہبر وراہنما ہیں اور آپ ﷺ زیادہ لائق ہیں کیوں کہ آپ روحانی والد کی طرح ہیں جو اپنی اولاد کی تربیت کرتا اس کے سوا کوئی اور تربیت نہیں کرسکتا۔''

[مفهوم از تفسیر کبیر: ٦/ ٥٨١]

علامہ بیضاوی رحمہ اللہ (٦٨٥ھ) اپنی تفسیر میں یوں رقم طراز ہیں:

وخاتم النبيين وآخرهم الذي ختمهم أو ختموا به ...... ولا يقدح فيه نزول عيسٰى بعده لأنه إذا نزل كان على دينه .

[أنوار التنزيل: ٤/ ١٦٤]

''خاتم النّبیین کا معنی ''انبیاء کے آخر میں آنے والا'' کہ جس نے سلسلۂ نبوت ختم کردیا ہے یا آپ ﷺ کے آنے سے سلسلۂ نبوت ختم کردیا گیا۔ آپ ﷺ کے بعد سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول جرح وقدح کا باعث نہیں۔ کیوں کہ وہ جب آئیں گے تو آپ ﷺ کے دین کے پیروکار ہوں گے۔''

علامہ حافظ الدین نسفی (۷۱۰ھ) لکھتے ہیں:

(وخاتم النبيين) آخرهم يعني لا ينبأ أحد بعده وعيسٰى ممن نبئ قبله ، وحين ينزل ، ينزل عاملا على شريعة محمد ﷺ كأنه بعض أمته . [مدارك التنزيل: ٥/٤٧١]

''خاتم النّبیین کا معنی آخری نبی ہیں یعنی آپ ﷺ کے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا اور سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام آپ کے پہلے نبی بنا کر بھیجے گئے تھے اور جب ان کا نزول ہوگا۔ تو وہ شریعت محمد ﷺ کے عامل ہوں گے گویا کہ وہ آپ ﷺ کے امتی کی حیثیت سے آئیں گے۔''

علامہ علاؤ الدین بغدادی (۷۲۵ھ) تفسیر خازن میں یوں خامہ فرسا ہیں:

(وخاتم النبيين) ختم الله به النبوة فلا نبوة بعده أي ولا معه...... . [لباب التنزيل في معاني التنزيل: ٥/ ٤٧١-٤٧٢]

''خاتم النّبیین کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر سلسلۂ نبوت ختم کردیا ہے۔ اب آپ کے بعد اور آپ کے ساتھ کسی کی نبوت نہیں ہوسکتی۔''

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

فهذه الأية نص في أنه لا نبي بعده۔ وإذا كان لا نبي بعده فلا رسول بالطريق الأولى والأحرى . لأن مقام الرسالة أخص من مقام النبوة...... . [تفسير ابن كثير: ٣/٤٩٣، ٤٩٤]

''یہ آیت مبارکہ اس بارے نص (قطعی) ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ جب آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو رسول بالاولیٰ نہیں آئے گا۔ کیوں کہ رسالت کا مقام نبوت کے مقام سے زیادہ خاص ہے۔ اس لیے ہر رسول نبی ہوتا ہے لیکن ہر نبی رسول نہیں ہوتا۔''

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) تفسیر جلالین میں یوں فرماتے ہیں:

منه بأن لا نبي بعده . وإذا نزل السيد عيسٰى يحكم بشريعته . [تفسير جلالين، ص: ٧٦٨]

''اس آیت مبارکہ سے یہ نکلا کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور جب سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا تو وہ

آپ ﷺ کی شریعت کے مطابق فیصلہ کریں گے۔''

علامہ اسماعیل حقی (۱۱۳۷ھ) رقم طراز ہیں:

''اہل السنّت والجماعت نے کہا ہے کہ ہمارے نبی کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں آئے گا۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ ولكن رسول الله وخاتم النبيين ﴾

اور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

لا نبی بعدی .

اور جس نے ہمارے نبی ﷺ کے بعد کسی کو نبی کہا اس کی تکفیر کی جائے گی۔ کیوں کہ اس نے نص قرآنی کا انکار کیا ہے۔ اور اسی طرح جس نے اس بارے شک کیا (اس کی تکفیر بھی ہوگی) کیوں کہ حجت نے حق کو باطل سے واضح کر دیا ہے، اور جس نے محمد مصطفیٰ ﷺ کی موت کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا تو اس کا دعویٰ باطل ہوگا۔''

[تفسیر روح البیان:۲۲/۱۸۸]

علامہ شوکانی رحمہ اللہ (۱۲۵۵ھ) لکھتے ہیں:

''[خاتم النّبیین] جمہور نے اسے خاتِم تا کے کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے اور جناب عاصم رحمہ اللہ نے اسے خاتَم تا کے فتح کے ساتھ پڑھا ہے۔ پہلی قرأت کا معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ نے انبیاء کا سلسلہ ختم کرایا ہے یعنی آپ انبیاء میں سے آخری نبی ہیں۔'' [تفسیر فتح القدیر:۴/۲۷۵]

ان معتبر تفاسیر کے علاوہ اور بھی ''تفسیر کی کتب موجود ہیں جن میں یہی موقف اختیار کیا گیا ہے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی اور نبی ورسول نہیں آئے گا۔ بلکہ یہی موقف شیعہ مفسرین نے بھی اپنی تفاسیر میں اختیار کیا ہے۔ طوالت کے ڈر سے میں صرف حوالہ جات پر اکتفا کرتا ہوں۔ اس موقف کو پڑھنے کے لیے ملاحظہ فرمائیں:

۱: [تفسیر قمی، ص:۵۳۲] از علی بن ابراہیم (۳۲۹ھ) طبع نجف عراق

۲: [تفسیر تبیان:۸/۳۱۴] از ابوجعفر طوسی (۴۶۰ھ) طبع نجف ایضاً

۳: [تفسیر منہج الصادقین:۷/۳۳۳] از ملا فتح اللہ کاشانی، طبع ایضاً

۴: [تفسیر مجمع البیان:۲/۲۹۸] از ابوعلی طبرسی، طبع ایضاً

۵: [تفسیر صافی، ص:۴۹۱] از ملامحسن کاشی، طبع ایضاً

۶: [تفسیر برہان:۳/۳۲۷] از ہاشم حسینی، طبع قم ایران

۷: [تفسیر عمدہ البیان:۱۲/۱۱۵] از سیّد عمار علی، طبع دہلی

۸: [انوار النجف:۱۱/۲۱۱] از علامہ حسین بخش، طبع لاہور

ان تمام مذکورہ تفاسیر میں اس بات کو واضح کیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ خاتم النّبیین ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں آئے گا۔

خاتم النّبیین کی وضاحت خود پیغمبر اعظم محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنی کئی احادیث مبارکہ میں کی ہے۔ چند احادیث پیش خدمت ہیں:

۱: سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

كانت بنو إسرائيل تسوسهم الانبياء ، كلما هلك نبي خلفه نبي ، وإنه لا نبي بعدي ، وسيكون خلفاء . [صحیح بخاری، رقم: ٣٤٥٥]

''بنی اسرائیل کی قیادت انبیاء کیا کرتے تھے۔ جب کوئی نبی فوت ہوجاتا تو دوسرا نبی اس کا جانشین بن جاتا۔ مگر میرے بعد کوئی نہیں ہوگا بلکہ خلفاء ہوں گے۔''

۲: سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک عمارت بنائی اس عمارت کو بہت خوب صورت واچھا بنایا مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑی ہوئی تھی۔ لوگ اس عمارت کے اردگرد پھرتے اور اس کی خوبی پر اظہار حیرت کرتے تھے، اور یہ کہتے تھے کہ اس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النّبیین ہوں۔''[صحیح بخاری، رقم: ٣٥٣٥]

۳: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''مجھے چھ باتوں میں انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے:
۱۔ مجھے جوامع الکلم عطا کیے گئے ہیں۔
۲۔ مجھے رعب کے ذریعہ نصرت بخشی گئی۔
۳۔ میرے لیے مالِ غنیمت حلال کیا گیا۔
۴۔ میرے لیے زمین کو پاک اور مسجد بنا دیا گیا۔
۵۔ مجھے تمام مخلوق کے لیے رسول بنا گیا ہے۔
۶۔ اور میرے اوپر انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔''

[صحیح مسلم، رقم: ۱۱۶۷]

۴: سیّدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں کہ میرے ذریعہ سے کفر محو کیا جائے گا۔ میں حاشر ہوں کہ میرے پیچھے لوگ حشر میں جمع کیے جائیں گے۔ میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔''

[صحیح مسلم، رقم: ٦١٠٥]

۵: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
فَإِنِّيْ آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ ، وَإِنَّ مَسْجِدِيْ آخِرُ الْمَسَاجِدِ . [صحیح مسلم، رقم: ٣٣٧٦]
''میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد (یعنی مسجد نبوی) آخری مسجد ہے۔''

۶: سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدْ انْقَطَعَتْ ، فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِيْ وَلَا نَبِيَّ . [جامع ترمذی، رقم: ٢٢٧٢، سنده صحيح]
''بے شک رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔ میرے بعد اب نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ کوئی نبی آئے گا۔''

۷: سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
وَإِنَّهُ سَيَكُوْنُ فِيْ أُمَّتِيْ كَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ، لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ...... . [سنن أبو داؤد، رقم: ٤٢٥٢ سنده صحيح]
''اور عنقریب میری امت میں کذاب اور جھوٹے لوگ ظاہر ہوں گے، ان کی تعداد تیس (۳۰) ہوگی۔ ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے حالاں کہ میں خاتم النّبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

۸: سیّدنا عقبۃ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ .
[جامع ترمذی، رقم: ٣٦٩٥ سنده حسن]
''میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہوتے۔''

ان مذکورہ احادیث کے علاوہ اور بھی بہ کثرت احادیث نبویہ ہیں۔ جن کے مطالعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر مختلف طریقوں سے مختلف الفاظ میں اس امر کی وضاحت فرمادی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔ سلسلۂ نبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو لوگ بھی رسول یا نبی ہونے کا دعویٰ کریں گے وہ کذاب و دجال اور ضال و مضل ہوں گے۔

قرآن مقدس کے الفاظ ''خاتم النّبیین'' کی جب خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرمادی ہے۔ تو پھر اس سے زیادہ مستند و معتبر اور قطعی الثبوت تشریح و وضاحت اور کیا ہو سکتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بہ ذات خود سند و حجت ہے مگر جب وہ قرآن کی ایک نص کی شرح کر رہا ہو۔ تب تو وہ اور بھی زیادہ قوی حجت و دلیل بن جاتا ہے۔

محمد مصطفیٰ ﷺ سے بڑھ کر قرآن کو سمجھنے والا اور اس کی تفسیر بیان کرنے والا کوئی نہیں ہوسکتا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بھی عقیدۂ ختم نبوت پر اجماع ہے۔ عہد نبوی میں نبوت کا دعویٰ کرنے والے مسیلمہ کذاب سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کی وفات کے فوراً بعد سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قیادت میں جنگ کی۔ یہ اجماع صحابہ کی صریح مثال ہے کہ صحابہ کرام کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ رسولِ اکرم خاتم النّبیین ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی و رسول نہیں آئے گا۔

پہلی صدی ہجری سے لے کر آج تک ہر زمانے کے اور پوری دنیائے اسلام میں ہر ملک کے علمائے کرام اس عقیدے پر متفق ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی شخص نبی نہیں ہوسکتا اور جو بھی آپ ﷺ کے بعد نبوت و رسالت کا دعویٰ رچائے گا، یا اس کو مانے گا وہ کذاب و دجال اور کافر خارج از ملت اسلام ہوگا۔ اسی طرح تمام مسلمانوں کا یہ پختہ عقیدہ ہے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ آخری نبی ہیں آپ ﷺ بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ مسیلمہ کذاب سے لے کر مرزا غلام احمد قادیانی ﴿علیھم ما یستحقون﴾ جس کذاب نے بھی نبوت و رسالت کا دعویٰ رچایا، اسے علمائے اسلام نے دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔

ہر دور میں اللہ تعالیٰ نے ایسے عبقری رجال پیدا کیے، جنھوں نے کذابین کی جھوٹی نبوت کو خاک میں ملا دیا، جب برصغیر میں مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا، تو اس کذاب و دجال کی جھوٹی نبوت کا پردہ چاک کرنے کے لیے علمائے اہل حدیث میدان عمل میں کود پڑے اور اس کذاب کا ہر ہر میدان میں ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ علمائے اہل حدیث کی خدمات اس بارے قابل تحسین ہیں، جب یہ فتنہ آہستہ آہستہ پھیل گیا تو دیگر علمائے کرام نے بھی اسے کفر و الحاد قرار دے کر خارج از اسلام کے فتاویٰ جاری کیے۔ [جاری ہے]

تحقیق وتنقید

# منافق کون ہے؟ اور انکارِ منکر کی نوعیت

مولانا عبدالغفار حسن رحمہ اللہ

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ذیل میں چند احادیث کی صحیح تاویل وتشریح پیش کردی جائے جن کا مفہوم عام طور پر غلط لیا جاتا ہے یا ایسی عادت یا رواج کو اپنانا جو اسلامی مزاج کے یکسر خلاف ہے اور اس عادت کو اس لیے اختیار کیا جاتا ہے کہ اپنے مخالفین کو طعن وتشنیع کا ہدف بنایا جاسکے۔

آج کل عام طور پر اپنے سے اختلاف رکھنے والے علماء، سیاسی لیڈر اور حکام کو ان کے قول وعمل میں بظاہر تضاد کی بنا پر ''منافق'' کہہ دیا جاتا ہے، بلکہ نجی محفلوں میں ''رئیس المنافقین'' تک کا لقب دے دیا جاتا ہے۔ یہ گھٹیا طرزِ عمل قرآن وسنت کا یکسر منافی ہے۔ قرآنِ مجید میں ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد کرنے اور نام دھرنے سے روکا گیا ہے۔ سورۃ حجرات میں ارشاد ہے:

﴿ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴾

[الحجرات: ۱۱]

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

انما كان النفاق على عهد النبى ﷺ فأما اليوم فانّما هو الكفر بعد الايمان وفى رواية فانما هو الكفر او الايمان.

یعنی نفاق عہد نبوی میں (کچھ لوگوں میں) پایا جاتا تھا، لیکن اب (یعنی عہد رسالت کے بعد) کفر ہے یا ایمان، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اسی قول کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس قول کا مطلب یہ نہیں ہے کہ نفاق ختم ہو چکا ہے۔ بلکہ مقصود یہ ہے کہ اب ہم کسی مسلمان پر نفاق کا حکم نہیں لگا سکتے۔ [صحیح بخاری مع فتح الباری، ج: ۱۳، ص: ۷۴، مطبع سلفیه مصر، نیز مرعاة المفاتیح شرح مشكوٰة المصابیح، ج: ۱، ص: ۸٤، باب النفاق وعلامته]

**ایک شبہ کا ازالہ:**

بعض روایات میں مذکور ہے کہ منافق کی تین یا چار علامات ہیں تو اس سے مراد عملی نفاق ہے نہ کہ عقیدے کا لحاظ سے۔ جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے:

سباب المسلم فسوق وقتاله كفر .

یعنی ''مسلمان کو گالی دینا برا بھلا کہنا فاسقانہ کام ہے اور اس سے لڑنا قتال کرنا کافرانہ کام ہے۔''

اس حدیث میں کفر سے مراد عملی کفر ہے نہ کہ عقیدے کے لحاظ سے، یہاں بات ہی واضح رہے کہ جب گفتگو میں علی الاطلاق کافر، منافق یا نفاق کے الفاظ بولے جائیں گے تو اس سے عقیدے کے لحاظ سے کفر یا نفاق مراد ہوگا۔ ظاہر ہے کہ ایک مسلمان پر منافقت کا حکم لگا دینا صریح زیادتی اور ظلم ہے کیوں کہ دل کا حال عالم الغیب والشہادۃ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔

یہ عملی نفاق، فسق ہی کی انتہائی شدید قسم ہے۔ اسی لیے بطور زجر وتوبیخ اس حدیث میں ''قتاله كفر'' فرمایا گیا ہے۔ مقصود یہ ہے کہ مسلمانوں کا آپس میں لڑنا یا ''مسلح تصادم'' کافرانہ کام ہے۔ کافر یہ کام بشوق ورغبت کرتے ہیں، مسلمانوں کو یہ حرکت زیب نہیں دیتی۔

خوارج کا عقیدہ ہے کہ کبائر کا مرتکب کافر ہے، اس بنا پر قتال بین المسلمین کو کفر قرار دیتے ہیں یعنی اپنے اصلی معنی کے لحاظ سے۔ اور اسی بنا پر جنگ ''صفین'' کے شرکاء (صحابہ کرام اور تابعین عظام رحمہم اللہ) کو یہ گروہ کافر قرار دیتا ہے۔ لیکن اہل السنہ والجماعۃ کے تمام مکاتب فکر اس افراط

اور غلو سے اتفاق نہیں رکھتے۔ خوارج کا ملک، اجماع امت کے یکسر خلاف ہے۔

**حدیث انکار منکر کی تشریح وتوضیح:**

مشہور حدیث نبوی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

من رأى منكم منكرا فليغيّره بعده فإن لم يستطع فبلسانه وان لم يستطع فبقلبه وذالك اضعف الايمان . [صحيح مسلم، جامع ترمذى]

یعنی ''جو تم میں سے منکر دیکھے تو اُسے ہاتھ سے (طاقت سے) بدل ڈالے اور اگر اس کی طاقت واستطاعت نہ ہو تو زبان سے صورتِ حال کو بدلنے کی کوشش کرے اور اگر اس کا بھی یارا نہ ہو تو دل سے انکار کرے یعنی اُس منکر کو برا سمجھے اور دل میں اس کے خلاف نفرت وغیرت کے جذبات راسخ ہو جائیں۔ اور یہ آخری مرحلہ کمزور ترین ایمان کا درجہ ہے۔''

اسی مفہوم کو صحیح مسلم کی روایت میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:

وعن ابى مسعود رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: ما من نبى لجنه الله فى امته قبلى إلا فان له فى امته حواريون واصحاب يأخذون بسنته ويقتدون بامره اثم انها تخلف من بعدهم خلوف يقولون ما لا يفعلون ويفعلون ما لا يؤمرون ثم جاهدهم بيده لهو مومن ومن جاهدهم بلسانه فهو مؤمن ومن جاهدهم بقبله فهو مؤمن ، وليس وراء ذلك من الايمان حبة خردل .

[صحيح مسلم، كتاب الايمان : ٧١]

''حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے کسی نبی کی بعثت اس کی امت میں نہیں فرمائی۔ مگر اس حال میں کہ نبی کے لیے حواری اور ساتھی ہوتے تھے جو نبی کی سنت پر عمل کرتے تھے اور اس کے احکام کی اقتداء کرتے تھے، لیکن پھر ان کے بعد ایسے جانشین ہوئے (یعنی ناخلف جانشین) جو زبان سے ایسی باتیں کرتے تھے جن کے مطابق عمل نہیں کرتے تھے، اور ایسے کام کرتے تھے جن کا ان کو حکم نہیں دیا گیا تھا۔ پس جو اُن سے ہاتھ سے جہاد کرے وہ مومن ہے اور جو اُن سے زبان سے جہاد کرے وہ مومن ہے اور جو دل (کی نفرت و بےزاری) کے ساتھ جہاد کرے وہ مومن ہے، ان تین مراحل کے بعد رتی برابر بھی ایمان باقی نہیں رہتا۔''

(ا) اس حدیث سے پہلی بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ جہاد کے تین ذریعے ہیں: ا۔ ہاتھ (طاقت)، ۲۔ زبان (قلم بھی)، ۳۔ قلبی نفرت۔

اس لحاظ سے جہاد کا مفہوم قتال سے عام ہے۔ قتال ہاتھ (طاقت، حربی آلات) کے ذریعے ہوتا ہے۔

(ب) اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جس کا جی چاہے اور جس منکر کے خلاف دل چاہے چڑھ دوڑے اور انکارِ منکر کے نام پر معاشرہ میں انارکی اور فساد وانتشار پیدا کر دے، اور جو تھوڑا بہت امن وسکون قائم ہے وہ بھی تہس نہس ہو کر رہ جائے۔

اس قسم کی احادیث کا مطلب یہ ہے کہ جن افراد کے پاس شرعی اور قانونی اختیار موجود ہے وہ ہاتھ (طاقت) سے منکرات کو بدل سکتے ہیں، مثلاً:

ا: مسلمان حاکم، جس کو سیاسی طور پر اقتدار حاصل ہے جب کہ مشہور حدیث میں ہے:

كلكم راع وكلكم مسئول عن رعيته فالامام راعٌ مسئولٌ عن رعيته .

[صحيح بخارى، كتاب الاحكام]

''تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور تم میں سے ہر ایک اپنی رعیت کے بارے میں مسئول (ذمہ دار) ہے۔''

(ج) باپ کو شرعی طور پر یہ حق حاصل ہے کہ وہ اولاد کو ہاتھ سے (منکرات سے) روک سکتا ہے اور ان کے خلاف تادیبی کارروائی کر سکتا

ہے۔جیسا کہ حدیث میں ہے:

مروا اولادکم بالصلواۃ اذا کانوا ابناء سبع واضربوھم علیھا اذا کانوا ابناء عشر . [سنن ابوداؤد، ج: ۱، ص: ۳۳۴، طبع مصر کتاب الصلاۃ، باب حتی یؤمر الغلام بالصلاۃ]

شوہر اپنی بیوی کو بدمزاجی اور زبان درازی کی سزا ہاتھ سے دے سکتا ہے۔قرآنِ مجید میں ارشاد ہے:

﴿ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ وَ الّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَ اهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَ اضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ﴾ [النساء: ۳۴]

''یعنی مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس بنا پر اللہ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور اس بنا پر کہ مرد اپنے مال عورتوں پر خرچ کرتے ہیں۔ پس جو نیک عورتیں ہیں وہ اطاعت شعار ہوتی ہیں اور اس کی پیٹھ پیچھے اس کی حفاظت (نگرانی) میں شوہر کے حقوق کی حفاظت کرتی ہیں۔اور جن بیویوں سے تمہیں سرکشی کا اندیشہ ہو تو (پہلی دفعہ) انہیں سمجھاؤ۔ پھر انہیں اپنی خواب گاہوں سے میں تنہا چھوڑ دو اور اس پر بھی نہ مانیں تو ان کو مارو پیٹو۔ پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کرنے لگیں تو ان کے خلاف بہانے نہ ڈھونڈو۔ بے شک اللہ بہت بلند اور بہت بڑا ہے۔''

(ج) آقا اپنے غلام کے خلاف تادیبی کارروائی کرسکتا ہے۔

آج کل غلامی کا رواج ختم ہو چکا ہے اس لیے اس بارے میں تفصیل کی ضرورت نہیں ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ہر کس و ناکس کو ہاتھ (طاقت) سے منکر کو مٹانے کا اختیار حاصل نہیں ہے بلکہ شرعی اور قانونی جواز کے بغیر یہ عمل امت میں فساد اور بگاڑ کا باعث بن سکتا ہے۔

انکارِ منکر کی چار صورتیں ہیں:

(ا) یہ گمان غالب حاصل ہو کہ منکر کی جگہ معروف قائم ہو جائے گا۔

(ب) یہ توقع تو نہ ہو کہ منکر کی جگہ معروف قائم ہو جائے گا، لیکن یہ امید ہو کہ بڑے منکر کے مٹنے سے چھوٹا منکر اس کی جگہ لے سکتا ہے۔

(ج) جس منکر کو ہٹایا جا رہا ہے اُسی قسم کا منکر، اس کی جگہ لے سکتا ہے۔ یعنی دونوں منکر نتائج کے لحاظ سے مساوی درجہ کے ہیں۔

(د) موجودہ منکر کو مٹانے سے خدشہ ہے کہ اُس سے بڑا منکر وجود میں آجائے۔

پہلی اور دوسری شکل میں حسب استطاعت انکارِ منکر ضروری ہے۔

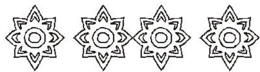
تیسری صورت میں اجتہاد کو دخل ہے۔اگر شرعی طور پر دونوں منکر کی خرابیاں اور مفاسد یکساں ہیں تو پھر موجودہ منکر کو ہٹانے یا بدلنے کی کوشش عبث ہوگی۔

چوتھی شکل موجودہ منکر کو ہٹانا ناجائز ہوگا۔

مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: اعلام الموقعین مؤلفہ حافظ ابن قیم، ج:۳، ص:۴، طبع مصر

اسی طرح حدیث میں لفظ ''منکر'' بظاہر عام ہے لیکن اس سے مراد ایسا اجتماعی منکر مراد ہے، جس سے معاشرہ میں فساد اور بگاڑ کا اندیشہ ہو ورنہ عام منکرات کے بارے میں قرآن و حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ پہلے زبان سے روکا جائے اور اگر اس طرح منکر نہ ہٹ سکے تو پھر ہاتھ کی طاقت استعمال کی جائے یعنی انکار بالید یہ آخری مرحلہ ہے، جیسا کہ سابقہ صفحات میں بیان کردہ آیت ﴿ الرجال قوامون ﴾ اور حدیث ابوداؤد مروا اولادکم بالصلاۃ . الخ سے معلوم ہوتا ہے۔

باقی رہے اجتماعی مفاسد پیدا کرنے والے منکرات تو ان کو فوری طور پر ہاتھ کی طاقت سے ختم کیا جائے گا۔ یہاں تدریج کو اختیار نہیں کیا جائے گا۔



احکام و مسائل

# داڑھی کے متعلق احکام

امان اللہ عاصم (جامعہ عمر بن الخطاب جھبراں، شیخوپورہ۔ اعزازی خطیب بی بی کوٹ ننکانہ صاحب)

اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کی ساخت، بناوٹ اور چہرے کی وضع قطع میں ظاہری طور پر نمایاں فرق رکھا ہے۔ ہر دو کو ان کی ساخت کے مطابق الگ الگ زینت اور محاسن سے نوازا ہے۔ اس لیے عورت کو مرد اور مرد کو عورت کی مشابہت اختیار کرنے سے منع کی گیا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَ الْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ .

[صحيح البخاری، حديث : ٥٨٨٥]

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے۔''

بعض روایات میں ہے کہ عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے۔[دیکھئے: المعجم الكبير للطبرانی : ۲۵۰/۱۱، حديث : ۱۱٦٤٧]

مرد اور عورت میں نمایاں امتیازات میں سے ایک امتیاز داڑھی کا بھی ہے۔ داڑھی اللہ تعالیٰ نے مرد کی زینت بنائی ہے۔ اور داڑھی کے بغیر چہرہ عورت کی زینت ہے۔ تو جو مرد حضرات داڑھی منڈواتے ہیں وہ عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے کا جرم کرتے ہیں۔ جس کا انجام اللہ کی ناراضی اور (نعوذ باللہ) اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لعنت کا شکار ہونا ہے۔ اور جس کام پر اللہ اور اس کے رسول کی لعنت ہو وہ کبیرہ اور مہلک ترین گناہوں میں شمار ہوتا ہے۔

کوئی مرد جب داڑھی منڈواتا ہے تو وہ اللہ کی مخلوق اور انداز تخلیق میں تبدیلی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝﴾ [الروم : ٣٠]

''اپنے آپ کو دین حنیف کے تابع رکھو۔ (یہ دین حنیف) اللہ تعالیٰ کی بناوٹ اور پیدائش ہے جس انداز اور بناوٹ میں اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کی تخلیق میں تبدیلی کی کوئی اجازت نہیں ہے۔ یہی قیم اور مضبوط دین ہے۔ لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔''

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے دین حنیف کی وضاحت میں فرمایا: یہ اللہ کی فطرت اور تخلیق ہے جس میں تبدیلی نہیں کی جاسکتی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''دس کام فطرت میں ودیعت ہیں: پہلا، مونچھیں کاٹنا اور دوسرا داڑھی بڑھانا ہے۔'' [صحيح مسلم، حديث : ٢٦١]

معلوم ہوا کہ داڑھی رکھنا/بڑھانا فطرت ہے اور جو آدمی داڑھی مونڈتا/منڈواتا ہے وہ فطرت کی مخالفت کرتا اور اس میں تبدیلی کرتا ہے۔

لفظ فطرت کے دو معنی ہیں: ایک یہ کہ اس سے مراد دین ہے۔ اور اس معنی کی تائید کرتی ہے وہ آیت جو پچھلی سطروں میں ہم نے ذکر کی ہے۔ دوسرا معنی یہ کہ وہ طریقہ جو تمام انبیاء کا ہے جن کے اتباع کا ہمیں حکم ہوا ہے۔ داڑھی رکھنا سابقہ امتوں کے لیے بھی مشروع تھا۔ تمام انبیاء کی داڑھیاں تھیں اور تمام انبیاء کی شریعتوں میں داڑھی منڈوانا/

مونڈ نا قبیح جرم تھا۔اسی طرح ہمارے لیےبھی داڑھی بڑھانے کا حکم اور مونڈنے سے منع ہے۔نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''مونچھیں کاٹو اور داڑھیاں بڑھاؤ۔''

[صحیح مسلم، حدیث: ٢٥٩]

ایک اور روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:''میرے رب نے مجھے داڑھی بڑھانے اور مونچھیں کاٹنے کا حکم دیا ہے۔''[تاریخ الامم والملوك، المعروف بتاريخ طبری: ١٣٣/٢]

یہ بات واضح ہوگئی کہ جو آدمی داڑھی مونڈتا رمنڈواتا ہے وہ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے۔اسی لیے نبی اکرم ﷺ نے داڑھی مونڈنے والوں سے ناراضی اور ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے منہ موڑلیا۔

یمن کے شہزادے نے شاہ ایران کسریٰ کے حکم سے دو فوجیوں کو نبی اکرم ﷺ کے پاس بھیجا۔جب وہ دونوں فوجی نبی اکرم ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ ان کی داڑھیاں مونڈی ہوئی اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں۔تو نبی اکرم ﷺ نے ان سے منہ پھیر لیا،ان کی طرف دیکھنا پسند نہیں فرمایا۔[تاریخ الامم و الملوك، المعروف بتاريخ طبری: ١٣٣/٢]

جو عمل اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرنا کسی مسلمان کے شایان شان نہیں ہے۔داڑھی مونڈنا رمنڈوانا مسلمان کا عمل نہیں ہے۔اگر کوئی مسلمان داڑھی مونڈنے رمنڈوانے کا مرتکب ہے تو اسے یہ جان لینا چاہیے کہ وہ غیر مسلموں کا اتباع کر رہا ہے۔کیوں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''داڑھی بڑھا کر اور مونچھیں کاٹ کر مشرکوں کی مخالفت کرو۔''

[صحیح البخاری، حدیث: ٥٨٩٢]

''داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کاٹو، یہود و نصاریٰ کی مشابہت اختیار نہ کرو۔''[مسند احمد بن حنبل: ٣٥٦/٢، حدیث: ٨٦٥٧]

نبی اکرم ﷺ کے سامنے مجوس کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''وہ مونچھیں بڑھاتے اور داڑھیاں مونڈتے ہیں تم ان کی مخالفت کرو۔''[صحیح ابن حبان: ٢٨٩/١٢، حدیث: ٥٤٧٦، شیخ شعیب الارنؤوط نے کہا:اس کی سند حسن ہے۔شعب الایمان: ٢٢٢/٥، حدیث: ٤٤٨٦]

نبی اکرم ﷺ کے مذکورہ فرامین سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ داڑھی مونڈنا رمنڈوانا اور مونچھیں بڑھانا مشرکوں، یہودیوں، نصاریٰ (عیسائیوں) اور مجوسیوں کا عمل ہے۔مسلمان کے شایان شان نہیں کہ وہ یہود و نصاریٰ اور مجوسیوں کی نقل کرے،ان سے مشابہت اختیار کرے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص جس قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ انہی میں شمار ہوگا۔''[سنن ابی داؤد، حدیث: ٤٠٣١ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن صحیح کہا ہے]

داڑھی مونڈنا ایک طرح کا مُثلہ ہے۔مثلہ کا مطلب عیب دار کرنا ہے۔جس طرح جسم کا مثلہ ہے کہ مقتول کا ناک،کان اور ہونٹ کاٹ لیے جائیں تو اسے مثلہ کہتے ہیں۔اور صحیح احادیث میں ہے کہ مثلہ کرنے سے نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

[سنن ابی داؤد، حدیث: ٢٦٦٧]

امام ابن حزم الاندلسی رحمہ اللہ نے فرمایا:امت کے تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ داڑھی مونڈنا مثلہ ہے اور یہ ناجائز ہے۔

[مراتب الاجماع: ١٥٧]

داڑھی مونڈنے کو حدیث مبارکہ میں بالوں کا مثلہ کہا گیا ہے۔نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:جس نے اپنے بالوں کا مثلہ کیا اس کے لیے اللہ کے ہاں کچھ اچھا بدلہ رنصیب نہیں ہے۔[المعجم الکبیر للطبرانی: ٤١/١١، حدیث: ١٠٩٧٧،اس حدیث کی سند میں اگر چہ کلام ہے لیکن داڑھی مونڈنے کے جرم کی سنگینی کے پیش نظر ترہیب میں بیان کی جاسکتی ہے۔]

ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے بالوں کا

مسئلہ کیا وہ ہم میں سے نہیں۔[مصنف ابن ابی شیبة: ٥/ ٥٢٦، حدیث: ٢٨٦٣٩]

معزز قارئین! داڑھی مونڈنا بلاشبہ ایک جرم ہے اور اللہ اور اس کے رسول کی صریح نافرمانی ہے۔ البتہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے داڑھی کی تھوڑی بہت کانٹ چھانٹ، بالوں کو برابر کرنا وغیرہ ثابت ہے۔ چونکہ صحابہ کرام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے تعلیم یافتہ افراد تھے۔ اس لیے ان کا کوئی بھی عمل جواز کی صورت پیدا کرتا ہے۔

ابوزرعہ فرماتے ہیں: سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ ایک مشت سے زیادہ داڑھی کو کاٹ دیا کرتے تھے۔

[مصنف ابن ابی شیبة: ٥/ ٢٢٥، حدیث: ٢٥٤٨١]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ وہ حج اور عمرے کے وقت اپنی داڑھی کا کچھ حصہ کاٹ دیا کرتے تھے۔

[صحیح البخاری، حدیث: ٥٨٩٢]

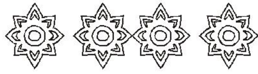
تو اگر تھوڑی بہت کانٹ چھانٹ کرنا ممانعت کے اسی زمرہ میں آتا تو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جیسا متبع سنت صحابی کبھی یہ عمل نہ کرتا۔ اس مقام پر ہم گزارش کریں گے کہ یہ صحابی کا عمل ہے۔ جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین سے یہ بات واضح ہے کہ داڑھی بڑھانی اور مونچھی کاٹنی چاہئیں۔ یہی مسنون عمل ہے۔

یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اگر کسی صحابی نے داڑھی کی کچھ نہ کچھ کانٹ چھانٹ کی ہے تو اس کا حکم نہیں دیا۔ اور بالکل منڈوائی نہیں ہے۔ احتیاط کا تقاضی یہی ہے کہ داڑھی کو مکمل طور پر بڑھنے دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

پاکستان کے معروف سلفی عالم دین فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالمنان نورپوری حفظہ اللہ فرماتے ہیں: کچھ لوگوں نے یہ مسئلہ بنایا ہے کہ داڑھی رکھنا سنت ہے، فرض نہیں۔ عام لوگوں کا یہ ذہن ہے اس کو سنت سمجھتے ہیں۔ یہ نظریہ بھی غلط ہے۔ داڑھی رکھنا بڑھانا سنت نہیں بلکہ فرض ہے، واجب ہے۔ اور داڑھی کٹانا فرض اور واجب کی خلاف ورزی ہے، نافرمانی ہے، حرام اور گناہ ہے۔[مقالات نورپوری:۲۷۸]

یہاں اس بحث کو تفصیل سے ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ داڑھی مونڈنا ایک نافرمانی ہے۔ اور نافرمانی چاہے خواب میں ہو اس کے اثرات اور نتائج مثبت نہیں ہو سکتے۔ خواب میں داڑھی مونڈنے کے عمل کو کسی طور بھی نیکی اور اچھائی تعبیر نہیں کیا جا سکتا۔ اگر کوئی آدمی خواب میں داڑھی مونڈنے یا منڈوانے کا عمل کرے تو اسے چاہیے کہ بیدار ہو کر اللہ کے حضور استغفار کرے اور برے وقت سے اللہ کی پناہ مانگے۔ اور اپنے اعمال کی تصحیح پر توجہ دے۔

اللہ تعالیٰ فہم کی توفیق دے، آمین......



## مضمون نگار حضرات سے گزارش

ہفت روزہ ''الاعتصام'' کے مضامین نگار حضرات وخواتین سے گزارش ہے کہ وہ درج ذیل باتوں کا ضرور خیال فرمایا کریں:

① ......مضمون کاغذ کے ایک طرف اور خوش خط تحریر فرمائیں۔

② ......مضمون صاف ستھرا لکھا ہوا اور اصل مسودہ ہونا چاہیے۔ فوٹو کاپی بھیجنے سے گریز کریں۔

③ ......جو مضمون الاعتصام کے لیے ارسال فرمائیں دیگر جرائد میں اسے نہ بھیجیں۔

④ ......مضمون بامقصد، باحوالہ اور مدلل ہونا چاہیے۔

⑤ ......مضمون حاشیہ چھوڑ کر لکھیں۔

امید ہے مضامین نگار دفتر الاعتصام سے مکمل تعاون کریں گے۔

جزاکم اللہ تعالیٰ .

[ادارہ الاعتصام]

فضائل اعمال

# چاشت یا اشراق کے نوافل پر حج کا ثواب

غلام مصطفیٰ فاروق (ریحان چیمہ، سیالکوٹ)

جن اعمال پر اللہ تعالیٰ حج کا ثواب عطا فرماتے ہیں ان میں سے پہلا عمل نماز اشراق یا نماز چاشت کے نوافل ادا کرنا ہے اس نماز کی بڑی اہمیت وفضلیت ہے اس کی ادائیگی پر بڑا اجر وثواب ہے اس نماز کی فضلیت واہمیت پر مبنی احادیث کے مطالعہ سے قبل یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس بات کی وضاحت ہو جائے۔ کہ آیا یہ ایک ہی نماز ہے یا الگ الگ نمازیں ہیں۔

کیا چاشت اور اشراق کی نمازیں الگ الگ ہیں؟

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے معروف مفسر قرآن اور شارح حدیث حافظ صلاح الدین یوسف مدظلہ العالی لکھتے ہیں:

ان دونوں باتوں میں اختلاف ہے۔

① ......بعض کے نزدیک چاشت (ضحی) اور اشراق ایک ہی نماز کا نام ہے۔

② ......بعض کہتے ہیں: صلوۃ الضحیٰ کا اول وقت طلوع شمس کے فوراً بعد ہے اور اس کا آخری وقت زوال سے کچھ پہلے تک ہے اول وقت پڑھی گئی نماز کو اشراق اور آخری وقت پڑھی گئی کو چاشت کی نماز کہا جاتا ہے۔

③ ......بعض کہتے ہیں: ایک نیزے کے برابر سورج بلند ہونے پر دو رکعت نماز اشراق کی نماز ہے اور جب سورج پھیل جائے اور آسماں کے چوتھائی حصہ تک ہو جائے تو اس وقت چار رکعت چاشت کی نماز ہے۔

④ ......بعض کہتے ہیں اشراق کی نماز چھوٹے چاشت میں اور صلوۃ الضحیٰ بڑے چاشت میں پڑھی جائے۔ جمہور کے نزدیک یہ نماز مستحب ہے۔[دلیل الطالبین شرح ریاض الصالحین: ۲/۹۱، طبع دارالسلام لاهور]

## نماز چاشت یا اشراق کی حکمت وفلسفہ:

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دھلوی رحمہ اللہ نے ان نوافل کی حکمت بیان کرتے ہوئے جو لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:

''دن (جو اہل عرب کے نزدیک صبح سے یعنی فجر کے وقت سے شروع ہو جاتا ہے اور جو چار چوتھائیوں میں تقسیم ہے جن کو چار پہر کہتے ہیں) حکمت الٰہی کا تقاضا ہوا کہ دن کے ان چار پہروں سے کوئی پہر بھی نماز سے خالی نہ رہے۔ اس لیے پہلے پہر کے شروع میں نماز فجر فرض کی گئی۔ تیسرے اور چوتھے پہر میں نماز ظہر وعصر اور دوسرا پہر جو عوام الناس کی معاشی مشغولیت کی رعایت سے فرض نماز سے خالی رکھا گیا تھا۔ اس میں نفل اور مستحب کے طور پر یہ ''صلوۃ الضحیٰ'' (نماز چاشت) مقرر کر دی گئی اور اس کے فضائل وبرکات بیان کر کے اس کی ترغیب دی گئی کہ جو بندگان رب اپنے مشاغل سے وقت نکال کر اس وقت میں چند رکعتیں پڑھ سکیں۔ وہ یہ سعادت حاصل کریں۔ پھر یہ ''صلوۃ الضحیٰ'' کم سے کم دو رکعت ہے اور اس سے زیادہ نفع بخش چار رکعت اور اس سے بھی افضل آٹھ رکعت۔''

[حجة الله البالغه بحواله معارف الحديث: ۳/ ۳۵۵]

## پہلی حدیث:

جامع ترمذی میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ صَلَّى الْغَدَاةَ فِيْ جَمَاعَةٍ ، ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُاللّٰهَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ كَانَتْ لَهُ كَاَجْرِ حَجَّةٍ وَّ عُمْرَةٍ قَالَ ، قَالَ

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَآمَّةً تَآمَّةً تَآمَّةً)) [الترمذی، رقم الحدیث: ٥٣٥]

"جس نے فجر کی نماز باجماعت ادا کی، پھر بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہا۔ حتی کہ آفتاب طلوع ہو گیا۔ پھر دو رکعت (اشراق) ادا کیں۔ اس کے لیے ایک حج اور ایک عمرہ کا اجر ہے۔ راوی کہتے ہیں رسول مقدس ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا: کامل حج اور کامل عمرہ کا اجر ہے۔"

**دوسری حدیث:**

طبرانی اوسط میں حضرت عبداللہ بن جابر سے روایت ہے کہ ابوامامہ اور عتبہ بن عبد رضی اللہ عنہما نے ان سے بیان کیا رسول مکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ صَلّٰی صَلاةَ الصُّبْحِ فِیْ جَمَاعَةٍ ثُمَّ ثَبَتَ حَتّٰی یُسَبِّحَ لِلّٰہِ سُبْحَةَ الضُّحٰی کَانَ لَہٗ کَاَجْرِ حَاجٍّ وَمُعْتَمِرٍ تَآمًّا لَہٗ حَجَّتِہٖ وَعُمْرَتِہٖ))

[صحیح الترغیب والترهیب للالبانی، رقم الحدیث: ٤٦٩]

"جس نے نماز فجر باجماعت ادا کی، پھر بیٹھا رہا یہاں تک کہ اللہ (کی رضا) کے لیے چاشت کے نوافل ادا کئے، اس کو مکمل حج اور عمرہ کا ثواب ملے گا۔"

**تیسری حدیث:**

طبرانی میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ارشاد نبوی ﷺ ہے:

((مَنْ صَلّٰی صَلاةَ الْغَدَاةِ فِیْ جَمَاعَةٍ ثُمَّ جَلَسَ یَذْکُرُ اللّٰہَ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ اِنْقَلَبَ بِاَجْرِ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ)) [صحیح الترغیب والترهیب للالبانی، رقم الحدیث: ٤٦٧]

"جس نے نماز فجر باجماعت ادا کی پھر اللہ کے ذکر (تلاوت و درود وغیرہ) میں مشغول رہا حتیٰ کے سورج طلوع ہو گیا، پھر کھڑا ہوا اور دو رکعت ادا کیں، تو وہ حج اور عمرہ کے ثواب کے ساتھ واپس ہوا۔"

**چوتھی حدیث:**

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے طبرانی اوسط میں روایت:

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا صَلَّی الْفَجْرَ لَمْ یَقُمْ مِنْ مَجْلِسِہٖ حَتّٰی تمکنه الصلاة وَقَالَ مَنْ صَلَّی الصُّبْحَ ثُمَّ جَلَسَ فِیْ مَجْلِسِہٖ حَتّٰی تمکنه الصلاة کَانَ بِمَنْزِلَةِ عُمْرَةٍ وَّ حَجَّةٍ مُتَقَبَّلَتَیْنِ۔

[صحیح الترغیب والترهیب للالبانی، رقم الحدیث: ٤٦٧]

"رسول مکرم ﷺ صبح کی نماز کے بعد اپنی مجلس سے کھڑے نہ ہوتے یہاں تک کہ نماز پڑھنا آپ ﷺ کے لیے ممکن ہوتا اور فرمایا: جو شخص صبح کی نماز پڑھ کر اپنی جگہ پر بیٹھا رہا یہاں تک کہ نماز پڑھنے کا وقت آیا۔ اس کے لیے مقبول حج اور عمرہ کے برابر اجر و ثواب ہے۔"

**دو غلام آزاد کرنے سے زیادہ محبوب عمل:**

مسند احمد میں ہے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَاَنْ اَقْعُدَ اَذْکُرَ اللّٰہَ تَعَالٰی وَاُکَبِّرُہٗ وَاَحْمِدُہٗ اُسَبِّحُہٗ وَاُھَلِّلُہٗ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ اَحَبُّ اِلَیَّ مَنْ اَعْتَقَ رَقَبَتَیْنِ مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِیْلَ)) [صحیح الترغیب للالبانی: ٤٦٦۔ مسند احمد: ٢١١٧٠]

"اگر میں طلوع آفتاب تک بیٹھ کر ذکر الٰہی اور تحمید و تکبیر اور تسبیح و تہلیل کرتا رہوں تو مجھے یہ اولاد اسماعیل میں سے دو غلاموں کو آزاد کرنے سے زیادہ پسندیدہ و محبوب ہے۔"

**چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ محبوب عمل:**

سنن ابی داؤد اور مسند ابی یعلی میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

((لَاَنْ اَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ یَّذْکُرُوْنَ اللّٰہَ تَعَالٰی مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ اَحَبُّ اِلَیَّ مَنْ

اَعْتَقَ اَرْبَعَةً مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِیْلَ ))

[سنن ابوداؤد، رقم: ۳۶۶۷]

''جولوگ نماز فجر سے سورج نکلنے تک اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں، مجھے ان کے ساتھ بیٹھے رہنا زیادہ پسند ہے اس سے کہ اولاد اسماعیل سے چار غلام آزاد کروں۔''

**رسول رحمت ﷺ کی خصوصی وصیت:**

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں ہے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((اَوْصَانِیْ خَلِیْلِی ﷺ بِصِیَامِ ثَلاَثَةِ اَیَّامٍ مِنْ کُلِّ شَهْرٍ وَرَکْعَتَیِ الضُّحٰی وَاَنْ اُوْتِرَ قَبْلَ اَنْ اَرْقُدَ .)) [صحیح بخاری، کتاب التهجد، باب صلاة الضحی]

''میرے خلیل ابو القاسم ﷺ نے مجھے تین چیزوں کی وصیت فرمائی۔''

① ...... ہر ماہ کے تین روزے رکھنے کی۔

② ...... نماز چاشت کی دو رکعتوں کی۔

③ ...... سونے سے پہلے وتر پڑھنے کی

انہی سے ملتے جلتے الفاظ صحیح مسلم میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے:

((اَوْصَانِیْ حَبِیْبِیْ ﷺ بِثَلاَثٍ لَنْ اَدَعَهُنَّ مَاعِشْتُ بِصِیَامِ ثَلاَثَةِ اَیَّامٍ مِنْ کُلِّ شَهْرٍ وَّ صَلاَةِ الضُّحٰی وَ بِاَنْ لَّا اَنَامَ حَتّٰی اُوْتِرَ .)) [حواله بالا]

''میرے محبوب ﷺ نے مجھے تین چیزوں کی وصیت کی ہے جن کو میں زندگی بھر نہیں چھوڑوں گا۔

① ...... ہر ماہ تین روزے ② ...... چاشت کی نماز

③ ...... سونے سے پہلے وتر پڑھنا''

**بدن کی حفاظت وسلامتی کا صدقہ:**

صحیح مسلم میں حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((یُصْبِحُ الرَّجُلُ عَلٰی کُلِّ سَلاَمِیْ مِنْ اَحَدِ کُمْ صَدَقَةٌ فَکُلُّ تَسْبِیْحَةٍ صَدَقَةٌ وَکُلُّ تَحْمِیْدَةٍ صَدَقَةٌ وَکُلُّ تَهْلِیْلَةٍ صَدَقَةٌ وَکُلُّ تَکْبِیْرَةٍ صَدَقَةٌ وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ وَنَهْیٌ عَنِ الْمُنْکَرِ صَدَقَةٌ وَ یُجْزِئُ مِنْ کُلِّ ذَالِكَ رَکْعَتَانِ یَرْکَعُ هُمَا مِنَ الضُّحٰی .)) [صحیح مسلم، رقم: ۱۱۸۱]

''تم میں سے ہر آدمی اس حال میں صبح کرتا ہے اس کے ذمے اس کے ہر جوڑ پر صدقہ ہوتا ہے پس ایک دفعہ **سبحان الله** کہنا بھی صدقہ ہے اور ''**الحمدالله**'' کہنا بھی صدقہ ہے اور ''**لا اله الا الله**'' کہنا بھی صدقہ ہے اور ''**الله اکبر**'' کہنا بھی صدقہ ہے اور نیکی کا حکم دینا بھی صدقہ ہے اور برائی سے منع کرنا بھی صدقہ ہے۔ اس شکر کی ادائیگی کے لیے دو رکعتیں کافی ہیں جو چاشت کے وقت پڑھے۔''

**توضیح:**

انسان جب صبح اٹھتا ہے تو ہر جوڑ کی سلامتی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا واجب ہوتا ہے، اس لیے انسان کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید اور تکبیر وتہلیل کا اہتمام کرے۔ کیونکہ مذکورہ کلمات تسبیح وتحمید کی ایک ایک مرتبہ ادائیگی ایک ایک صدقہ ہے ہر انسان کے 360 جوڑ ہوتے ہیں اتنی تعداد میں ہر انسان کو ضرور تسبیح وتحمید کا اہتمام کرنا چاہیے علاوہ ازیں برائی سے روکنا اور نیکی کی ترغیب دینا بھی صدقہ ہے اور اگر انسان چاشت کی دو رکعتیں ادا کرلے تو تمام جوڑوں کی طرف سے صدقہ ہو جاتا ہے اس سے چاشت کی نماز کی اہمیت وفضیلت واضح ہے نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ صدقہ صرف مال خرچ کرنے کا نام نہیں بلکہ صدقے کے مفہوم میں بڑی وسعت ہے اور نیکی کی مذکورہ تمام صورتوں کو وہ حاوی ہے۔

[ریاض الصالحین طبع دارالسلام: ۲/ ۹۰،۹۱]

مسند احمد اور طبرانی میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں:

رسول اکرم ﷺ نے جہاد کے لیے ایک دستہ روانہ فرمایا۔ اہل دستہ

نے مالِ غنیمت حاصل کیا اور اپنے کام سے فارغ ہو کر بہت جلد واپس لوٹ آئے تو لوگ ان کے جہاد کے قریب ہونے مالِ غنیمت کے کثیر ہونے اور جلد لوٹ آنے کے بارے میں باتیں کرنے لگے (بطورِ رشک)۔

اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلاَ اَدُلُّكُمْ عَلٰى اَقْرَبَ مِنْهُمْ مَغْزًى وَاَكْثَرَ غَنِيْمَةٍ وَاَوْشَكَ رَجْعَةً مَنْ تَوَضَّاَ ثُمَّ غَدَا اِلَى الْمَسْجِدِ لِسَبْحَةِ الضُّحٰى فَهُوَ اَقْرَبُ مِنْهُمْ مَغْزًى وَ اَكْثَرَ غَنِيْمَةً وَاَوْشَكَ رَجْعَةً .))

''کیا میں تمہیں ان سے زیادہ قریب جہاد، زیادہ مالِ غنیمت اور جلد لوٹ آنے کے بارے میں نہ بتاؤں (اور وہ یہ ہے کہ) جس نے وضو کیا: پھر صبح سویرے مسجد کی جانب نماز چاشت کے لیے گیا وہ ان سب سے زیادہ قریبی جہاد کرنے والا ہے، زیادہ مالِ غنیمت حاصل کرنیوالا اور جلد لوٹ کر آنے والا ہے۔''

حضرت عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ عنہ سے مسند احمد اور مسند ابی یعلی میں روایت ہے، امام الانبیاء ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُوْلُ يَا ابْنَ اٰدَمَ اكْفِنِيْ اَوَّلَ النَّهَارِ بِاَرْبَعِ رَكَعَاتٍ اَكْفُكَ بِهِنَّ آخِرَ يَوْمِكَ .))

[صحيح الجامع الصغير للالباني، رقم: ١٩١٣]

''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے ابن آدم! تو دن کے آغاز میں چار رکعتیں (ضحیٰ کی) پڑھ لیا کر۔ دن کے آخری حصہ تک میں تجھے کفایت کروں گا۔''

اللہ تعالیٰ کا جو بندہ رب کریم کے اس وعدہ پر یقین رکھتے ہوئے صبح اشراق یا چاشت کے وقت پورے اخلاص کے ساتھ چار رکعتیں اللہ تعالیٰ کے لیے پڑھے گا۔ انشاء اللہ اس حدیث قدسی کے مطابق وہ ضرور دیکھے گا کہ مالک الملک دن بھر کے مسائل کس طرح حل فرماتا ہے۔

قارئین کرام!

یہ ہے پہلا وہ عظیم عمل جس کے ادا کرنے والے خوش نصیب آدمی کے نامہ اعمال میں مکمل حج اور کامل عمرہ کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے۔

(زیر طبع کتاب ''یہ اعمال اپنائیں اور حج کا ثواب پائیں'' سے ایک باب)

# دہشت گردی کارروائیوں اور بلوچستان میں

## سی آئی اے، را، موساد اور ایم آئی سکس ملوث ہیں

جنرل (ر) راحت لطیف ...... انٹرویو: عظیم طارق

**سوال** : آئندہ چند ماہ یا چند سال میں امریکی شکست سامنے نظر آ رہی ہے بہت سے تجزیہ نگار اکثر یہ بات اب افغانستان کے حوالے سے کہتے نظر آتے ہیں۔ آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟

**جواب** : ۲۰۰۱ء میں امریکیوں نے افغانستان پر حملہ کیا اور اس بنا پر حملہ کیا کہ جن لوگوں نے ۹/۱۱ کیا ہے اس کی جو بنیاد ہے وہ افغانستان میں ہے۔ حالاں کہ مبینہ حملہ آوروں کے جو نام انہوں نے پیش کیے ۱۹ کے قریب نام تھے۔ ان میں کوئی بھی افغانی نہیں تھا۔ ۱۵ سعودی عربیہ کے تھے تو چار دیگر عرب کے ممالک کے۔ لیکن اس کے باوجود انہوں نے افغانستان پر حملہ کیا اور افغانستان میں جو شمالی اتحاد تھا جن کے قبضے میں افغانستان کا کچھ حصہ تھا ان کو پیسے دیئے۔ امریکا نے ان کو اسلحہ دیا کیوں کہ ان کے پاس روسی اسلحہ تھا اور ان کو مزید روسی ٹینک امریکا نے خرید کر دیئے اور افغانستان پر ہوائی حملے امریکا نے کیے جب کہ گراؤنڈ موومنٹ شمالی اتحاد نے کی اور انہوں نے طالبان کو وہاں سے ہٹایا اور بعد میں پھر الیکشن ہوئے اور یہ کرزئی صاحب کو لے کر آ گئے۔ کرزئی سے پہلے وہ ایک اور آدمی کو لے کر آئے جو نیویارک میں رہتا تھا۔ لیکن وہ ان کے لیے ٹھیک نہ رہا تو پھر کرزئی کو لے کر آئے۔ اور اب نو سال سے یہ جنگ جاری ہے اور افغانستان کا جو حدود اربعہ ہے وہاں بہت تباہی ہو چکی ہے اور اس سے پہلے بھی وہاں بہت تباہی ہوئی۔ جب سویت یونین وہاں آیا اور اس وقت ۳۰ لاکھ مہاجرین پاکستان آئے اور ان میں سے زیادہ تعداد واپس نہیں گئی۔

**سوال** : امریکیوں کے کابل پر قبضے کے بعد حالات کیوں بہتر نہیں ہوئے؟

**جواب** : امریکن جب اس پر قابض ہو گئے تو وہ سمجھے یہ معاملہ اب ختم ہو گیا۔ لیکن اس کے بعد گوریلا وار شروع ہوئی جس نے امریکیوں کو اب تک مصیبت میں ڈال کر رکھا ہوا ہے۔ آپ کو معلوم ہے وہاں پر کوئی اٹھائیس یا انیس کے قریب صوبے ہیں ہر صوبے کے الگ وار لارڈ ہیں اور ہر وار لارڈ کا اپنا ملشیا ہے۔ انہوں نے اپنی اپنی فوج رکھی ہوئی ہے اور ان کی انکم کا ذریعہ صرف منشیات ہیں جو کہ سالانہ تقریباً ساڑھے تین ارب ڈالر کی منشیات پیدا کرتے ہیں اور یہ جو وار لارڈز ہیں یہ نہیں چاہتے کہ ان کے اوپر کوئی حاکم ہو جو ان پر بھی حکومت کر سکے۔

تو آپ جو بھی حاکمیت کرزئی اور امریکن کی دیکھ رہے ہیں وہ کابل تک ہے کابل سے باہر نہیں اب امریکن کو مصیبت یہ پڑی ہوئی ہے کہ انہوں نے جو جنگ افغانستان اور عراق میں شروع کی تھی اب تک اس جنگ میں امریکا کے تین ٹریلین ڈالر خرچ ہو چکے ہیں جس سے ان کی معیشت پر بہت اثر پڑا ہے۔ اب وہ یہ سمجھ چکے ہیں کہ جب تک ہم یہاں سے نکلیں گے نہیں ہماری معیشت پر دباؤ ختم نہیں ہو سکتا اور ہر روز ان کے بندے وہاں مارے جا رہے ہیں۔

امریکن کی ہمیشہ پالیسی رہی ہے کہ یا بندے کو خرید لو یا بندے کو مار دو یہاں بھی جب انہوں نے افغانستان پر حملہ کیا تو شمالی اتحاد کو خریدا گیا اور اس کے ساتھ ساتھ افغانیوں کو مارنا شروع کر دیا۔

**سوال** : جنرل صاحب یہ ڈرون حملوں والا کیا معاملہ ہے؟

**جواب** : آپ دیکھ رہے ہیں جس طرح ڈرون حملے ہو رہے ہیں اور

انہوں نے پیسے دیئے ہوئے ہیں حکومت پاکستان کو بندے مارنے کے جس سے ان کو اجازت دی گئی ہے کہ ڈرون پاکستان سے اڑا سکتے ہیں اور دہشت گردوں کو مار سکتے ہیں۔ لیکن آپ دیکھ رہے ہیں کہ ۱۰ یا ۱۲ دہشت گرد جن کا امریکن نام لیتے ہیں وہ مارے گئے ہیں۔ لیکن سینکڑوں کی تعداد میں وہ لوگ مارے گئے جن کا کوئی قصور ہی نہیں پاکستان میں بھی یہی پالیسی اور افغانستان میں بھی پیسے دو خرید و یا مار دو۔

انہوں نے دیکھا کہ افغانستان کا جنوب کا جو علاقہ ہے قندھار وغیرہ جو کہ طالبان کا انتہائی مضبوط گڑھ ہے امریکن یہ سمجھتے ہیں جب تک ان لوگوں کو شکست نہ دی جائے افغانستان میں امن نہیں آسکتا۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ امریکی چاہتے ہیں کہ جس طرح پاکستان آرمی نے جنوبی وزیرستان میں آپریشن کیا سوات میں آپریشن کیا مالاکنڈ ڈویژن میں آپریشن کیا اور کرزئی اور باجوڑ میں کیا وہ ایسا آپریشن شمالی وزیرستان میں بھی کرے۔

**سوال**: امریکیوں کی طرف سے شمالی وزیرستان آپریشن کے دباؤ کی وجہ کیا ہے؟

**جواب**: شمالی وزیرستان حقانی کا علاقہ ہے امریکی کہتے ہیں کہ افغانستان میں حملہ آور شمالی وزیرستان سے آتے ہیں اس لیے پاکستان کا شمالی وزیرستان میں حملہ کرنا بہت ضروری ہے حقانی گروپ کے خلاف۔ حقانی گروپ وہ گروپ ہے جو ہمیشہ پاکستان کے حق میں رہا ہے پاکستان کے ساتھ رہا ہے اور پاکستان آرمی سے لڑنے کے خلاف ہے۔ اب پاکستان کس طرح ان کے خلاف آپریشن لانچ کرے۔

دوسری بات یہ ہے کہ شمالی وزیرستان جنوبی وزیرستان کی نسبت بہت دشوار گزار اور سخت علاقہ ہے۔ اب امریکن چاہتے ہیں کہ جنوبی افغانستان میں ایک بھرپور جنگ لڑی جائے جس لیے انہوں نے ۳۰ ہزار مزید فوج مانگی ہے۔

دوسرا امریکیوں نے ایک دوسری پالیسی بھی اختیار کر کے دیکھی کہ افغانوں کو یہ باور کرایا جائے کہ ہم آپ کی مدد کے لیے آئے ہیں اور انہیں کسی طریقے سے خریدا جائے لیکن آپ جانتے ہیں کہ افغانی اگر بک بھی جائے تو اس کے اندر افغانیت ختم نہیں ہوتی۔ امریکی صدر نے اعلان کیا کہ ہم اگلے سال یہاں سے انخلا شروع کریں گے۔ لیکن ساتھ ہی امریکن یہ بھی سوچتے ہیں کہ آخر ہم لوگوں کو کیا جواب دیں گے؟

کہ آخر تم نے ان نو سالوں میں کیا کیا افغانستان کو بھی تباہ کیا اور اپنی معیشت کا بھی بیڑا غرق کیا۔ اور اب وہ یہ چاہتے ہیں کہ ہم کسی تصفیے کے ساتھ یہاں سے نکلیں تا کہ اپنی عوام کو بتا سکیں کہ پہلے ہم نے ان کو مارا اور وہ تصفیے پر آمادہ ہوئے اور اس کے بعد ہم وہاں سے نکلے۔

اور دوسرا وہ چاہتے ہیں کہ پاکستان حقانی گروپ کے خلاف شمالی وزیرستان میں کارروائی کرے۔ دیکھیں آپ کہتے ہیں کہ یہ پاکستان کی اپنی جنگ ہے۔ انہوں نے ہمیں اس بات پر آمادہ کرلیا ہے کہ یہ پاکستان کی اپنی جنگ ہے۔ اب دیکھیں ہمارے لیڈر بھی یہ کہتے ہیں کہ یہ پاکستان کی اپنی جنگ ہے یہی امریکی چاہتے ہیں کہ پاکستان یہ نہ کہے کہ یہ امریکہ کی جنگ ہے۔

کرزئی کی گورنمنٹ بڑی کرپٹ ہے کرزئی کا بھائی بڑا بدعنوان شخص ہے اور کرزئی گورنمنٹ کی رٹ صرف کابل تک ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ شمالی وزیرستان میں آپریشن کریں اب جب پاکستان فوج حقانی گروپ کے خلاف کارروائی کرے گی۔ تو یہ لوگ افغانستان کی طرف نکلیں گے اور جوابی کارروائی میں وہ افغانستان کی طرف سے پاکستان کے خلاف کارروائیوں کا آغاز ہوگا اور جنگ کا بوجھ پاکستان پر بڑھ جائے گا۔

اور دوسری بات یہ کہ پاکستان جو امداد باہمی کے نام پر فنڈز امریکہ سے لیتا ہے وہ کل جب افغانستان سے چلے جائیں گے۔ تو یہ فنڈ بند کردیں گے اور جواز یہ بنائیں گے دیکھیں یہ تو آپ کی جنگ ہے۔

اور یہ لوگ افغانستان سے نکلنے سے پہلے قندھار میں ایک بڑا آپریشن لانچ کرنا چاہتے ہیں اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ پاکستان بھی شمالی وزیرستان میں حقانی گروپ کے خلاف کارروائی کرے۔ لیکن پاکستان آرمی اور حکومت کا شمالی وزیرستان میں آپریشن نہ کرنے کا فیصلہ بالکل درست ہے۔ اب افغانستان میں کرزئی حکومت نے وارلارڈز کو اپنے

ساتھ ملانے کے لیے جرگہ بھی بلایا اور امریکہ انہیں پیسے بھی دیتا ہے اور یہ لوگ پیسے بھی لے لیتے ہیں لیکن جو افغان نیشنل ازم ہے وہ ان کے اندر سے نہیں نکلتا۔

**سوال** : افغانستان پر حملے کے وقت بہت سے لوگوں کا خیال تھا کہ امریکا اپنی عددی اور ٹیکنالوجی کی برتری کی بدولت یہ جنگ آسانی سے جیت جائے گا لیکن ۴۰ ملکوں کو کوشش اور ۹ سال کی طویل جنگ لیکن فتح کہاں چلی گئی جس کا امریکی دعویٰ کرتے تھے؟

**جواب** : دیکھیں ایک ہوتی ہے روایتی جنگ جیسے یہ پاکستان آرمی یہ انڈین آرمی ہے۔لیکن یہاں تو گوریلا وار ہورہی ہے یا تو آپ کرفیو لگا دیں کہ جو بھی سامنے آیا اسے گولی ماردیں ایسا تو نہیں کرسکتے وہ لوگوں کا اعتماد بھی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔اب وہ لوگ سب مل جل گئے ہیں کیسے پتا چلے گا کہ یہ ہمارا دشمن ہے اور یہ نہیں۔ایک جیسا سب نے لباس پہنا ہوتا ہے۔لیکن طالبان آسانی سے ان کو شناخت کرلیتے ہیں۔کیوں کہ انہوں نے وردیاں پہنی ہوتی ہیں پتا چل جاتا ہے کہ یہ امریکی ہیں یہ برطانوی اور انڈین ہیں۔

یہی گوریلا جنگ ویت نام میں ہوئی جہاں ان کو مار پڑی یہی گوریلا جنگ شمالی کوریا میں ہوئی۔گوریلا جنگ روایتی جنگ سے بالکل مختلف ہوتی ہے۔

جب تک گوریلا کی WLU رہے گی آپ انہیں شکست نہیں دے سکتے۔

اب کشمیر میں بھی یہی سلسلہ شروع ہوگیا ہے۔کرفیو کے باوجود لوگ ہزاروں کی تعداد میں باہر نکل رہے ہیں۔اب ان لوگوں نے وہاں ظلم بھی بہت کیا ہے۔خریدنے کی بھی بہت کوشش کی جس طرح وہ آپ کے جیک آباد ایئرپورٹ پر بیٹھے تو انہوں نے آپ کو پیسے دیئے۔

جب وہ ڈرون کو چلاتے ہیں شمسی ائربیس سے تو وہ آپ کو پیسے دیتے ہیں۔آپ کی پارلیمنٹ کمزور ہے وہ پوچھ نہیں سکتے کہ یہ کیا ہورہا ہے۔کیوں؟ ان کو گورنمنٹ نے خود اجازت دے رکھی ہے کہ آپ ان سہولتوں کو استعمال کرسکتے ہیں۔اب پاکستان نے انہیں اجازت دے رکھی ہے وہ اپنا سامان انڈس ہائی وے کے ذریعے افغانستان پہنچا رہے ہیں اور پھر انہوں نے اٹک والا راستہ بھی استعمال شروع کردیا۔ڈرون حملوں میں بہت بے گناہ لوگ مارے جارہے ہیں۔اب جو لوگ ان پہاڑوں میں مارے جاتے ہیں۔آپ کیسے وہاں جا کر شناخت کرسکتے ہیں کہ ان میں کتنے دہشت گرد تھے اور کتنے معصوم۔

چائنہ کو جو آزادی ملی وہ گوریلا وار سے،کوریا کو بھی گوریلا وارفیئر سے آزادی ملی۔ویت نام نے گوریلا جنگ سے امریکیوں کو شکست دی اور آپ دیکھیں سویت یونین اس گوریلا وار سے ہی ٹوٹا۔

**سوال** : جنرل صاحب امریکا کا ساتھ دینے کا فیصلہ اسٹیبلشمنٹ کا تھا۔جنرل صاحب کے ہوتے ہوئے سول لوگوں کی رائے کی کیا اہمیت ہوسکتی ہے اور اب اس فیصلے کے جو نتائج سامنے آئے ہیں۔ساری دنیا کے سامنے ہیں اس فیصلے کے جوابی ردعمل نے ہماری جڑوں کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔

**جواب** : دیکھیں ایران کی مثال آپ کے سامنے ہیں امریکیوں کے بحری بیڑے ان کے پانیوں میں داخل ہوئے تو ان کی پیٹرول بوٹس نے ان کے گرد چکر لگانے شروع کردیئے کہ آپ یہاں سے نکل جائیں اور امریکیوں نے کہا کہ اس طرح جنگ شروع ہوسکتی ہے۔ایران نے کہا جو مرضی ہو آپ ہماری حدود سے باہر نکل جائیں اور دیکھیں کیا ہوا ایران ابھی تک اپنے موقف پر ڈٹا ہوا ہے۔اور جوہری معاملے پر بھی مغربی دباؤ قبول کرنے سے انکاری ہے۔اب مشرف کی بات کرتے ہیں دیکھیں ٹھیک ہے اصل فیصلہ تو انہوں نے ہی کرنا تھا۔لیکن کابینہ تو موجود تھی ان کو چاہیے تھا کہ احتجاج کرتے مستعفی ہوجاتے۔

جنرل مشرف کو چاہیے تھا کہ امریکیوں سے کہتے کہ ہم اس پر اپنی کابینہ میں بحث کریں گے اور مشرف کو چاہیے تھا کہ پاکستان پر ۴۲ ارب ڈالر کا جو قرضہ تھا یہ مسئلہ حل کرتے۔لیکن انہوں نے کچھ بھی نہیں کیا۔ بوب وڈورڈ نے لکھا ہے کہ امریکی حیران رہ گئے کہ ان کے ۷ مطالبات سارے ہی مان لیے گئے اور محض ایک فون کال پر یہ مشرف نے بہت بڑا ظلم کیا ہے ملک کے ساتھ اور اس سے زیادہ ظلم کابینہ کا ہے جو خاموش

رہی۔ کسی نے یہ نہیں کہا کہ ہم استعفیٰ دیتے ہیں۔ مشرف نے یہ بہت بڑی زیادتی کی ہے امریکہ نے جب عراق پر حملہ کرنا تھا تو انہوں نے ترکی سے مدد مانگی تا کہ اس طرف سے حملہ کیا جا سکے لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔

**سوال** : جنرل صاحب مشرف نے جو پالیسی اختیار کی اور جسے اب ہم اپنی جنگ کہہ کر اپنائے ہوئے ہیں اس کے ردّعمل میں ایک طبقہ پیدا ہو گیا ہے جس طرح سے ان لوگوں نے اہم جگہوں اور تنصیبات کو ٹارگٹ کیا ہے ان لوگوں کو آپ کس طرح دیکھتے ہیں۔

**جواب** : دیکھیں اصل میں یہ امریکن ہی ہیں جو اسرائیلی ہے انڈیا ہے اصل میں ان سب کی نظر ہمارے اثاثوں پر ہے کیوں کہ ہمارے پاس صرف نیوکلیئر نہیں بلکہ دنیا کا بہترین ڈیلیوری سسٹم ہے اور دنیا کے ۵۷ اسلامی ملکوں میں یہ صلاحیت صرف پاکستان کے پاس ہے۔ اب وہ دیکھتے ہیں یہاں پر ایسے لوگ نہ آ جائیں جو انڈیا یا اسرائیل کو ہٹ کر دیں۔ دیکھیں دنیا کی سب سے مہنگی اور نایاب کانوں کے مالک مسلمان ہیں ان کے پاس Gold ہے آئل ہے یورینیم ہے۔ لیکن انہیں ان سب سے کوئی مسئلہ نہیں ان کو خطرہ ہے یا ان کے لیے کوئی مسئلہ ہے تو وہ پاکستان ہے اور اس کے لیے وہ انڈیا کو اس علاقے کا بڑا بھائی بنانا چاہتا ہے اور وہ نہیں بن سکتا جب تک کہ پاکستان کی ایٹمی صلاحیت موجود ہے۔

انڈیا کے ۱۸ ری ایکٹرز کے لیے سویلین نیوکلیئر کا معاہدہ کیا ہے۔ اب امریکن کہتے ہیں انڈیا کی طرف سے آپ بے فکر ہو جائیں اور اپنی فوج شمالی وزیرستان میں لے جائیں مشرقی سرحد سے آپ کو کوئی خطرہ نہیں جب کہ پاکستان نے پہلے ہی ڈیڑھ لاکھ فوج پاک افغان سرحد پر تعینات کر رکھی ہے۔

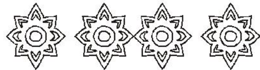
امریکہ اسرائیل اور انڈیا کی نظر ہمارے جوہری ہتھیاروں پر ہے اور اس کے لیے اپنے مشن پر کام کر رہے ہیں۔ اب یہ جو CIA ہے اور پنٹاگون، یہ الگ الگ لائن پر کام کرتے ہیں لیکن ان کا مشن ایک ہوتا ہے۔ اور وہ پاکستان کی جوہری صلاحیت ہے، آپ دیکھیں آج آپ کی گورنمنٹ یہ اعلان کر دے کہ ہم اپنے جوہری صلاحیت رول بیک کر رہے ہیں یا ختم کر رہے ہیں۔ تو آپ دیکھیں گے یہ منہ اٹھا کر بھی اس ملک کی طرف نہیں دیکھیں گے جیسا کہ لیبیا نے کیا ساؤتھ افریقہ نے کیا یہ چاہتے ہیں کہ پاکستان بھی ایسا کرے اس کے لیے پاکستان کو غیر مستحکم کیا جا رہا ہے۔ اب تو اس حکومت نے مشرف سے دو ہاتھ آگے جا کر امریکیوں کو بلوچستان میں اپنے قونصل خانے قائم کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ اب یہ جو پاکستان میں دہشت گردی ہو رہی ہے۔ اس کے لیے وہ اسلحہ بھی یہ لوگ دے رہے ہیں جیسا کہ سویت یونین کے خلاف مجاہدین کو دیتے رہے۔ دہشت گردی CIA، را، موساد اور M16 کروا رہی ہے۔

**سوال** : امریکہ کے افغانستان سے جانے کے بعد طالبان کا پاکستان کے حوالے سے کیا رویہ ہو سکتا ہے۔

**جواب** : دیکھیں اس سے پہلے بھی تو طالبان کی حکومت تھی اور ملک کے ایک بڑے حصے پر قابض تھے اور لا اینڈ آرڈر کی صورت حال بڑی اچھی تھی۔ منشیات وہاں سے ختم کر دی گئی تھی لوگوں نے سکون کا سانس لیا تو ہم یہ کیوں سوچتے ہیں کہ وہ آ جائیں گے تو گڑ بڑ ہو جائے گی۔ یہ نفسیاتی جنگ ہے پروپیگنڈہ ہے۔ طالبان کے خلاف امریکہ اپنی مرضی سے اپنے ملک کا نظام چلاتا ہے۔ روس اپنا اور ملائیشیا اپنی مرضی کا تو طالبان کو اس کی اجازت کیوں نہیں۔

**سوال** : ملک میں ہر طرف مایوسی ہے حالات خراب ہیں۔ ایک ناامیدی ہے نوجوانوں کے نام کوئی پیغام۔

**جواب** : پاکستان جب بنا تو ہمارے پاس کچھ نہیں تھا۔ بہت کوتاہیوں کے باوجود ہم نے بہت ترقی کی ہے۔ پاکستان کا مستقبل روشن ہے ہمیں چاہیے کہ پاکستان کے مفاد کو سامنے رکھیں ہم پہلے مسلمان اور پاکستانی ہیں باقی ہر چیز بعد میں۔ (بہ شکریہ، نداء الاحسان، ستمبر ۲۰۱۰ء)



مشاہیر نامہ

# مــکاتیب مفتی سیاح الدین صاحب کاکا خیل

## بنام مولانا عبدالغفار حسن رحمہ اللہ

سیّد سیاح الدین کاکاخیل

۱۵؍فروری ۷۲ء

بخدمت جناب محترم حضرت مولانا عبدالغفار حسن صاحب زید مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

ایک نہایت غم انگیز اور روح فرسا حادثہ فاجعہ کی اطلاع کے لیے عریضہ لکھ رہا ہوں ۔۱۲؍فروری ۷۲ء، ۲۶؍ذوالحجہ ۹۱ روز شنبہ کو دس بجے صبح اچانک مجلس میں بیٹھے باتیں کرتے کرتے مولانا حکیم حافظ عبدالمجید صاحب کا انتقال ہوا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

۵ بجے عصر کو میں نے جنازہ پڑھایا۔ جنازہ گاؤں میں ہوا۔ شہر سے تمام متعلقین واحباب وہاں جا کر شریک ہوئے اور ۶ بجے تک تدفین سے فارغ ہوکر بادیدۂ گریاں واپس ہوئے۔ حافظ صاحب کو کوئی بیماری نہیں تھی۔ اُن کے ایک چچازاد بھائی اور بہنوئی حاجی نذر محمد خان صاحب بہت نیک مخیّر اور دیندار شخص تھے۔ حافظ صاحب کا اُن سے قلبی تعلق اور دینداری کی بنا پر محبت تھی۔ ڈیڑھ دو ماہ سے وہ شدید بیمار تھے۔ سرطان سینہ کی تشخیص کی گئی تھی۔ حافظ صاحب اس کی بیماری کی وجہ سے بہت زیادہ رنجیدہ اور پریشان تھے۔ یہاں علاج کے لیے میوہسپتال لاہور لے گئے۔ چند روز وہاں رہے۔ حافظ صاحب بھی دو تین دفعہ وہاں گئے۔ آخر ۱۰ فروری کو ۳ بجے اُن کا انتقال ہوا۔ حافظ صاحب کو بہت زیادہ قلبی صدمہ پہنچا۔ ۱۱ فروری جمعہ کے روز صبح ۱۰ بجے گاؤں میں میں نے اس کا جنازہ پڑھا اور حافظ صاحب نے تقریر کی۔ تقریر سے اندازہ ہورہا تھا کہ حافظ صاحب بہت زیادہ متاثر تھے۔ ۱۲ فروری کو صبح بالکل ٹھیک ٹھاک گھر سے نکل کر باہر آئے۔ تعزیت کے لیے دری بچھی تھی حافظ صاحب بھی بیٹھ گئے لوگ آتے جاتے تھے۔ قریباً دس بجے کا وقت تھا مجلس میں ملکی سیاسی حالات پر گفتگو جاری تھی۔ حافظ صاحب بھی بحث میں حصہ لے رہے تھے۔ آئین کے بارے میں رائے کا اظہار کر رہے تھے۔ اسلامی آئین نہ بننے پر افسوس اور موجودہ حالات میں مایوسی کا اظہار کر ہی رہے تھے کہ اچانک پیچھے کو گرنے لگے۔ بڑا بھائی پاس ہی تھا وہ سنبھالنے لگا۔ کسی نے کہا حافظ صاحب کو نیند آ رہی ہے۔ غور سے دیکھا تو روح پرواز کر گئی تھی۔ میں مدرسہ میں پونے گیارہ بجے سبق پڑھا رہا تھا۔ حافظ صاحب کی دکان سے حکیم محمد حسین نے فون کیا کہ حافظ صاحب فوت ہوگئے۔ متوحش اور غیر متوقع خبر سے حیران ہوا۔ دل ماننے کو تیار نہیں تھا فوراً اٹھا سکوٹر پر کسی کے پیچھے سوار ہو کر گاؤں پہنچا (شہر سے تقریباً ساڑھے چار میل ہوگا)۔ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ بات صحیح ہے۔ حافظ صاحب کی مفارقت کا صدمہ صرف شہر لائل پور کو نہیں بلکہ پورے ملک کو ہے۔

اُن کے احباب کو اطلاع دینا اور دعاؤں کے لیے درخواست کرنا ضروری تھا۔ اس لیے آپ کو بھی یہ روح فرسا خبر لکھ رہا ہوں۔ آپ مولوی مطیع الرسول صاحب اور مدینہ منورہ طیبہ میں دوسرے واقف حضرات کو اطلاع بھی کر دیجیے اور خود بھی دعاؤں اور ایصالِ ثواب کا انتظام کر دیجیے۔ اور تمام بزرگوں کو دعاؤں کے لیے کہہ دیجیے۔ ہندوستان کو یہاں سے خط بھیجنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ مولانا علی میاں صاحب مولانا منظور صاحب اور دارالعلوم دیوبند میں قاری طیب صاحب کو خطوط بھیجنا ضروری تھا۔ اس لیے اُن حضرات کے نام خطوط لکھ کر آپ کے لفافہ میں ڈال رہا ہوں۔ آپ وہاں سے لفافہ میں ڈال کر بھیج دیجیے۔ مولانا علی میاں صاحب کا پتہ ادارہ اصلاح وتبلیغ، کچہری روڈ لکھنؤ، اتر پردیش (یوپی) بھارت ہے۔ اور دارالعلوم دیوبند ضلع سہارنپور میں قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم کے نام ارسال فرمائیے۔ پتہ انگریزی میں بھی ساتھ لکھنا بہتر ہوتا۔ حکیم صاحب

بخیریت ہیں۔ وہ لاہور میں تھے کہ یہ حادثہ ہوا۔ فون پر اطلاع ہوئی تو جنازہ تک پہنچ گئے۔ مزید تفصیلات شاید حکیم صاحب آپ کو لکھ دیں گے۔ المنبر میں بھی کچھ آ جائے گا۔ مجھے بھی دعاؤں میں آپ ضرور یاد رکھا کریں۔

والسلام احقر سید سیاح الدین کاکاخیل

مدرسہ اشاعۃ العلوم جامع مسجد لائل پور شہر

۱۵؍فروری ۷۲

جناب محترم حضرت مولانا عبدالغفار حسن صاحب زید مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

آپ کا گرامی نامہ جناب حافظ صاحب مرحوم کی تعزیت وتسلیمہ کا عرصہ ہوا موصول ہوا تھا۔ انڈیا سے مولانا علی میاں صاحب کا گرامی نامہ بھی آیا تھا۔ ویسے بھی آپ کی خدمت میں عریضہ ارسال کرنے کا ارادہ تھا مگر مولانا علی میاں صاحب نے لکھا تھا کہ اُن کو مدینہ منورہ اگر خط لکھنا ہو تو مجھے اُن کے خط پہنچنے اور جواب بھیجنے کا ذکر بھی کر دو۔ اس کے بعد یہ بھی بارہا ارادہ ہوا کہ مولانا علی میاں صاحب کو خط لکھوں اور اُن تک پہنچانے کا بھی موجودہ حالات میں بس آپ ہی ذریعہ اور واسطہ بن سکتے ہیں۔ نومبر دسمبر میں بیمار ہوا تھا۔ اس کا اثر اب تک یہ ہے کہ اعصاب کمزور ہو گئے ہیں اور قوت کار بالکل ختم ہو گئی ہے۔ کوئی ضروری کام کرنا چاہتا ہوں، ارادہ کرتا ہوں اور عملاً کرنے کے لیے تاخیر التواء ہوتی رہتی ہے۔ مدرسہ کے اسباق کی مشغولیت بھی رہتی ہے اور اس کے بعد تھکاوٹ ہو جاتی ہے۔ الغرض ان اعذار کی بنا پر اتنا عرصہ گزر گیا۔ علی میاں صاحب کے نام خط بھی چند نشستوں میں لکھا اور آپ کے نام ارسال کر رہا ہوں۔ مہربانی ہوگی اگر آپ اُن کو وہاں سے رائے بریلی دائرہ شاہ علم اللہ کے پتہ پر روانہ فرمائیں۔ آج کل مولانا تقریباً مستقل طور سے وہاں قیام فرما ہیں۔ حافظ صاحب کا ہمارے درمیان موجود نہ ہونا ہر وقت محسوس ہوتا رہتا ہے۔ ویسے اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے اور حافظ صاحب کے اخلاص وللّٰہیت کی برکت ہے کہ مدرسہ کا کام حسب سابق چل رہا ہے اس نظام میں اب تک کوئی کمی محسوس نہیں ہوئی۔ آپ دعا فرمایا کریں کہ آئندہ بھی نہ صرف یہ کہ کمی واقع نہ ہو بلکہ ہر پہلو سے مدرسہ کو ترقی نصیب ہو اور حافظ صاحب کا یہ صدقہ جاریہ تا قیام قیامت اُن کے لیے بھی موجب اجر وثواب ہو اور دینی طلبہ کو بھی علمی فیوض حاصل کرنے کا سرچشمہ بنا رہے۔ ملکی حالات کا پتہ آپ کو اخبارات اور دوسرے احباب کے خطوط سے لگتا ہوگا۔ ہمارے صدر صاحب نے اب تو روضہ مطہرہ کی زیارت بھی کی اور عمرہ بھی ادا کیا ہے۔ لیکن ......اگر یہ مکہ رود...... چوں باید...... کے مطابق بہ ظاہر مشکل نظر آتا ہے کہ ملکی نظام میں دینی اعتبار سے کچھ بھی خوش گواری آ جائے۔ پوری قوم پر مادیت مسلط ہے، سوچ کے انداز بدل گئے ہیں۔ اس قدر عظیم المیہ کا کوئی اثر عوام وخواص کسی کی عملی زندگی پر کچھ بھی نہیں۔ ہم سب کی جو روش اس حادثہ کبریٰ سے پہلے تھی وہی روش اب بھی ہے۔ بقول اقبال مرحوم مصطفیٰ نایاب وارزاں بولہب، ہر طرف بولہبی چھائی ہوئی ہے۔ بلکہ اگر گستاخی شمار نہ ہو اب تو بقول اقبالؒ ؎

میں نکلا مدرسہ وخانقاہ سے غم ناک　　　نہ زندگی نہ محبت نہ معرفت نہ نگاہ

مدرسہ وخانقاہ کی حالت بھی قابل اطمینان نہیں۔ نہ راسخین فی العلم پیدا ہوئے ہیں نہ راسخین فی العمل، اس کی بجائے کتاب صوفی وملا کی سادہ اوراقی'' سے کہ وہ بہ آسانی ان فتنہ گروں اور دجاجلہ کے دام فریب میں آ جاتے ہیں دین وایمان کے سفینے ڈوب جاتے ہیں۔ حکیم اشرف صاحب بیچارا چیخ رہا ہے اور المنبر میں بہت کچھ لکھتا ہے آپ پڑھتے ہوں گے۔ مگر کسی حلقہ میں بھی اصلاح احوال کی طرف اقدام بھی نظر نہیں آ رہا ہے۔ آپ خوش قسمت ہیں کہ وہاں آپ کو پناہ ملنے کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔ جہاں بقول مخبر صادق ﷺ

ان الایمان لیأزر الی المدینة کما تأزر الحیَّة الی جحرھا .

ایمان کو پناہ مل سکتی ہے اور دجالی فتنوں سے آپ محفوظ ہوں گے۔اس سعادت مندی کی شکر گزاری میں اس کو بھی شامل کیجیے کہ ہم جیسے دور دستوں دور افتادوں اور مختلف طرح کے فتنوں میں گھرے ہوئے احباب کو خصوصی دعاؤں میں یاد فرمایا کریں۔

لا تنسنا یا اخی فی الدعاء .

ہمارے ملک میں روضہ مطہرہ جناب رسول اللہ ﷺ اور صاحبین رضی اللہ عنہم کی خدمت میں سلام پہنچانا جائز ہے بلکہ مطلوب ومقصود، اس لیے عرض ہے کہ مجھ حقیر وآثم کی طرف سے بروقت مواجہہ سلام پہنچا دیجیے۔شاید یہ ناجائز آپ کے ہاں بھی نہ ہو۔تمام احباب اور واقف حضرات کو سلام مسنون قبول ہو۔والسلام احقر سید سیاح الدین کاکاخیل

۹جون ۱۹۷۳ء

۱۸ ربیع الثانی ۱۳۹۵ھ

جناب محترم حضرت مولانا عبدالغفار حسن صاحب زید مجدہم ودامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

بعد از سلام مسنون عرض ہے کہ عرصہ سے مکاتبت کا شرف تو حاصل نہیں ہوا۔آنے والے واقف حجاج کرام کے ذریعہ سے آپ کے احوال خیر وعافیت اکثر پوچھتا ہوں۔اور خوشی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حرم مدینہ منورہ میں سکونت اور وہاں افادۂ علمی کا شرف عطا فرمایا ہے۔اور امید کرتا ہوں کہ آپ مجھ جیسے نیاز مندوں اور خادمانِ علم دین کو دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں گے۔یاد دہانی کے لیے مزید درخواست پیش کر رہا ہوں کہ ؎

چو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی بہ یاد آر حریفانِ بادہ پیمارا

یہ عریضہ خاص طور سے اپنے مدرسہ کے ایک سابق طالب العلم مولوی عبدالجلیل سلہٹی کی خواہش کے مطابق اس کی تصدیق وتائید کے طور پر لکھ رہا ہوں۔مولوی عبدالجلیل صاحب سلہٹی نے درسِ نظامی کی اکثر کتابیں اور دورۂ حدیث شریف مشرقی پاکستان کے مشہور مدرسہ آٹھ ہزاری میں پڑھا تھا۔وہاں سے ہمارے ہاں مدرسۂ اشاعت العلوم میں آکر داخل ہوا۔اور فاضل عربی کے نصاب کی ساری کتابیں خوب محنت اور شوق کے ساتھ پڑھیں۔اور امتحان دے کر کامیاب ہوا۔اس کے بعد بھی مدرسہ میں رہا۔سیرت واخلاق کے اعتبار سے بھی قابل اعتماد ہے۔اس تمام عرصہ میں ہم کو اس سے کسی قسم کی شکایت پیدا نہیں ہوتی۔اساتذہ اور ہم سبق طلبہ سب اس سے راضی اور خوش رہے۔ہم نے اس کو ایک دوجگہ مختلف کتابیں پڑھانے کے لیے بھی بھیجا تھا۔سرگودھا کے ایک مدرسہ میں کچھ عرصہ مدرس رہا۔اس کا شوق تھا کہ میں کسی طرح مدینہ منورہ پہنچ کر وہاں جامعہ اسلامیہ میں داخلہ لےلوں۔اس کے لیے اس نے محنت کرکے زادِراہ مہیا کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے مہربانی کرکے اِس کا شوق پورا کر دیا۔اور آپ کے ہاں مدینہ منورہ پہنچ گیا ہے۔جامعہ اسلامیہ میں داخلہ کے لیے آپ جس قدر اعانت فرما سکتے ہوں ضرور فرمائیے اور اس کو کامیاب کر دیجیے۔مشرقی پاکستان کا مصیبت زدہ مسافر ہے۔آسرا لےکر بڑے شوق وذوق کے ساتھ وہاں حاضر ہوا ہے۔اس کے ساتھ اس معاملہ میں تعاون یقیناً بہت بڑی نیکی اور موجب اجر وثواب ہے۔مدرسہ کی طرف سے مطبوعہ مہر شدہ اور اساتذہ کی دستخطوں سے مزین بسند ہم اس کو ارسال کر رہے ہیں۔وہ سند بھی وہاں پیش کر سکے گا۔فاضل عربی کی سند بھی اس کے پاس ہوگی۔آٹھ ہزاری سے بھی سند طلب کر سکے گا۔علمی استعداد بھی اس کی اچھی ہے۔اچھے جید عالم کا صاحبزادہ اور خاندانی علماء میں سے ہے۔آپ سفارش فرمائیں گے تو امید کامل ہے کہ کامیابی ہوجائے گی۔

اس کے سوا اور کیا عرض کروں۔آخر میں پھر دعاؤں کے لیے درخواست ہے۔

فقط والسلام احقر سید سیاح الدین کاکاخیل (صدر مدرس) مدرسہ اشاعۃ العلوم جامع مسجد لائل پور شہر

# اداسی

گھر میں مجبور، بے وطن سی ہے
زندگی غیر مطمئن سی ہے

آنکھوں آنکھوں میں رات کاٹی ہے
میری آنکھوں میں اب جلن سی ہے

کچھ تو وہ بھی بگڑ گئے ہم سے
کچھ ہوا آج بے چلن سی ہے

محوِ حیرت ہیں حضرتِ عرفاؔن
کیوں اداسی وطن میں بن سی ہے

[عرفان اللہ عرفان]

03 تا 09 دسمبر 2010ء......(1723)......26 ذی الحج 1431ھ